مُکالمات

موجودہ دور کی فکری مواد مہیا کرنے والی کتاب

لمحۂ فکریہ

☆

اگر مسلمان جلوت و خلوت میں اپنی مرکزیت قائم نہ کر سکے تو خداوند تعالیٰ بھی ان کے زوال کو روکنا پسند نہیں فرمائے گا۔ اور یہ کام ملت کے صاحبان حال ہی کر سکتے ہیں۔ صاحبان قال نہیں۔

کاش! ہر مسلمان کی سمجھ میں وحدت فکر کی اہمیت آجائے۔

ن الحقیقت حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ادبستان لاہور

Marfat.com

Marfat.com

اس دور کے فکری مواد مہیا کرنے والی کتاب

مکالمات

سلطان الحقیقت شیخ الامت، قطب عالم
حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ارشد

حافظ نذر الاسلام

ابو مسلم صحافی

ادب نما ـ ـ ـ لاہور

Marfat.com

added

Added

بیاد سلطان الحقیقت حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

۲۹۷۶۹۲
م ۶۹ ف

اشاعت ثانی	______	نومبر 1998ء
طباعت	______	آفسٹ سفید کاغذ
ضخامت	______	152 صفحات
طابع	______	شریف پرنٹرز' لاہور
ناشر	______	ادبستان' لاہور
قیمت	(تبلیغی ایڈیشن)	50/

66932

اہتمام

متین رفیق ملک

ادبستان

8 بینک اسکوائر دی مال لاہور

فون : 7669866 - 7353066

اعتذار

مکالمات کی اشاعت میں جو تاخیر ہوئی اس کی ذمہ داری چند در چند حالات پر نہیں بلکہ نئے نئے خیالات اور تجاویز پر ہے۔ یہ کتاب جب پہلی بار شائع کی گئی تھی تو اس وقت حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حیات تھے اور اسی نسبت سے عبارت میں حال کا صیغہ استعمال کیا گیا تھا۔

میں ایک مدت تک سوچتا رہا کہ اس کتاب کے متن کو اسی نہج پر رہنے دیا جائے اور کبھی یہ خیال آتا کہ اپنی صوابدید کے مطابق اس متن میں ترامیم اور اضافے کر دیئے جائیں بالاخر میں نے اسے جوں کا توں رہنے دیا ہے کہ میری طبیعت اسے ماضی کے صیغہ میں تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں ہوئی اور اس لئے بھی کہ حال کے صیغہ سے حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وجود کی خوشبو آتی ہے۔ لہٰذا میں اس سلسلہ میں قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔

مکالمات اشاعت اول میں والد گرامی محمد رفیق ملک صاحب (مرحوم و مغفور) نے توجہ طلب کے عنوان میں تحریر فرمایا ہے کہ "یہ کتاب تبلیغی نوعیت کی ہے۔ اس میں کاروباری نقطہء نگاہ کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ لہٰذا

Marfat.com

اس کی قیمت اصل لاگت کے مطابق رکھی گئی ہے۔" میں نے اپنے پیارے بابا کے مذکورہ نوٹ کو ہدایت سمجھتے ہوئے اس اشاعت کی قیمت کو بھی اصل لاگت کے مطابق رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مکالمات حقیقتاً تبلیغی اہمیت کی کتاب ہے اس میں سلطان الحقیقت حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور استفسارات و جوابات کے علاوہ ملفوظات بھی ہیں جو کہ ایک بڑی فکری رہنمائی سے معمور ہیں۔

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے بزرگ شیخ سعدیؒ کے اقوال ہر موقع پر استعمال کرتے تھے اور اب وہ زمانہ ہے کہ ہربرٹ اسپنسر' شیکسپئر اور ملٹن کے اقوال کا شہرہ ہے اور بعض لوگ تو سعدیؒ' حافظؒ اور رومیؒ کو جانتے تک نہیں' ان کو نہ جاننے کی وجہ یہی ہے کہ یورپ کی تہذیب اور اس کا لٹریچر ہمیں مرعوب کئے جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب' مسلمانوں کی تاریخ اور مسلمانوں کے لٹریچر کو زندہ درگور کیا جا رہا ہے اور یہ ساری خرابی سرمایہ دار حکمرانوں اور سرمایہ دار طبقہ کی ہے۔ تاہم مکالمات ہر دور میں بالخصوص موجودہ دور میں نہایت مفید مواد مہیا کرنے والی کتاب ہے۔ امید کرتا ہوں کہ تہذیب انسانی کا ہر فرد مکالمات کے مطالعہ سے استفادہ کرے گا۔

نومبر 1998ء

طالب دعا

متین رفیق ملک

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆

ان وعدا للہ حق

☆ ☆

اگر ہاتھ امین اور زبان برائیوں سے پاک رہے تو حق کی طرف سے انتم الا علون ان کنتم مومنین کا وعدہ بغیر کسی تاخیر کے پورا کر دیا جاتا ہے۔

(سلطان الحقیقت کا ایک قول)

ترجمہ ☆ اللہ کا وعدہ سچا ہے
☆☆ اگر تم مومن ہو گے تو سربلند کر دیئے جاؤ گے۔

Marfat.com

اقتضائے وقت

○

کشتیاں سب پار لگانے والی ہیں۔ ایک پر تو چڑھنا ہی پڑے گا۔ اگر بے حقیقت کا ساتھ ہو گا تو خود بھی بے حقیقت ہو جاؤ گے اور اگر با حقیقت کا ساتھ ہو گا تو با حقیقت ہو جاؤ گے۔

○

(سلطان الحقیقت حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ)

Marfat.com

ترتیب

ایام درویش (سوانح حیات) 17

* زاد و بوم۔ والدین 18
* ایام طفولیت 19
* بچپن کے ساتھی۔ تعلیم۔ حلیہ مبارک 20
* عالم جذب 22
* مرشد عالی مقام 23
* متاہلانہ زندگی 25
* ہجرت۔ اجتماعی معمولات 28
* ذاتی معمولات 30
* قول و فعل میں مطابقت 31
* اخلاص۔ محبت 32

* محویت۔ تبلیغ حق 34
* خوف خدا۔ توکل 40
* حق گوئی 42
* صبرو تحمل 43
* علمی مقام 45
* حرف گفتنی (ابو مسلم صحافی) 47

استفسارات و جوابات 60

(اللہ اور بندے کا تعلق)

* اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے پاک رہا جا سکتا ہے 60
* اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے ساتھ باوضو رہنا کیا ہے 60
* قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ کیوں کہا گیا ہے 60
* واعتصمو الجبل الد جمیعا کیا ہے 61
* اللہ تعالیٰ کے بندے کی تعریف کیا ہے 61
* بندگی کی شرط کیا ہے 61
* کبریا سے ملنے کا کیا طریقہ ہے 61
* گناہ کی تشریح فرمائی جائے 61
* کیا برے آدمی سے دور رہنا ہی بہتر ہے 61
* شرک خفی کیا ہے 62

Marfat.com

■ اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا کیا معنی رکھتا ہے 63

■ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام کیا ہے 63

* ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تشریح فرمائیں 63

اور اس آیت کریمہ کی عملی صورت کیا ہے

* اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مفہوم کیا ہے اور اس کا مقام کیا ہے 64

(اسلام اور ملکیت) 65

* اسلام میں ملکیت کا تصور کیا ہے 66

(اہل حق' حق' نور اور حقائق) 66

* اہل حق کی تعریف کیا ہے 67

* اہل حق کے درجات کیا ہیں 67

* اہل حق کے نزدیک مرد کی تعریف کیا ہے 67

* اہل حق کے نزدیک سچے کی پہچان کیا ہے 67

* تمام لوگوں اور اہل حق میں فرق کیا ہے 67

* اہل حق کے نزدیک طمع کیا ہے 68

* کیا طمع کی موجودگی میں اہل حق کا ساتھ دیا جا سکتا ہے 68

* آپ کے نزدیک اہل حق کا مسلک کیا ہے 68

* کیا گروہ بندی کسی حیثیت سے بھی اہل حق

کے لئے مفید مطلب ہو سکتی ہے 69

* حق تک پہنچنے کے لئے کن مراحل سے گزرنا ضروری ہے 69

Marfat.com

■ حق و باطل میں امتیاز کی وضاحت فرمائی جائے' یہ کیسے ہوتا ہے 69
* نور الٰہی کی تعریف کیا ہے 70
* نور کی تقسیم کیا ہے 70
■ حقائق کی ابتدا کیا ہے 71
* راہ حقیقت میں نیستی کیا ہے 71
* بے حقیقت کون ہوتا ہے 71
* باحقیقت کون ہوتا ہے 71
* کیا اہل تصوف اور اہل حق میں کوئی فرق ہے 72
(بزرگان دین اور مخلوق) 73
■ بزرگان دین کی حاضری میں کیسے بیٹھا جائے 73
* بزرگان دین کے آنے کا منشا کیا ہے 73
* بزرگان دین کی نظر میں عقیدہ کیا ہے 73
* بزرگان دین کی طرف کیا ہے 74
* بزرگان دین برے کو برا کیوں نہیں کہنے دیتے 75
* بزرگان دین کن لوگوں کو تحفظ دیتے ہیں 75
* کیا بزرگان دین کا خیالی تصور باندھنا چاہیے 75
* مخلوق کی کتنی قسمیں ہیں اور ان کے بارے میں بزرگان دین کی کیا رائے ہے 76
* مخلوق سے حسن سلوک کا کیا طریقہ ہونا چاہیے 77

Marfat.com

(تبلیغ حق) 78

* افہام و تفہیم کا احسن طریقہ کیا ہے 78

* کلام کرتے وقت کیا احتیاط برتی جایا کرے 78

■ اگر طبیعت عبادت کی طرف مائل نہ تو کیا کیا جائے 79

■ اورادو وظائف ضروری ہیں یا نیت کی صفائی' 79

حقیقت تک پہنچنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے

(تقدیر) 79

■ تقدیر کے متعلق بزرگان دین کیا فرماتے ہیں 79

* ستاروں کا تقدیر سے کیا تعلق ہے 79

(جمال کی تعریف) 81

* جمال کسے کہتے ہیں 81

(حجاب) 81

* حجاب کی تعریف کیا ہے 81

■ کیا طلب ایک حجاب ہے 81

(دین اور دینا) 82

■ دین اور دنیا میں کیا فرق ہے 82

* دین کے لئے دانش کس قدر ضروری ہے 83

* کیا مادی تقاضوں کو نظرانداز کر کے دین کی 83

ضروریات پوری ہو سکتی ہیں

Marfat.com

* دنیا کے کیا معنی ہیں	84
■ دنیاوی تکالیف کن اسباب کا نتیجہ ہیں	85
* دنیاوی تکالیف کے ازالہ کی کیا صورت ہے	85
* سلامتی میں کیسے رہا جا سکتا ہے	86
(سود)	86
* سود لینا یا دینا کیوں منع ہے	86
(شکریہ اور شکر)	87
* نعمت کا شکریہ کس طرح ادا ہونا چاہئے	87
* اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ کیوں اور کس طرح ادا کیا جائے	87
(طلب یا محبت)	88
* طلب صادق سے کیا مراد ہے	88
■ بزرگان دین سے کیا طلب کیا جائے	89
* محبت میں محب کا مقام کیا ہے کیا وہ اپنی صورت رکھ سکتا ہے	89
* محبت میں ادب کا کیا مقام ہے اور توفیق کی صورت میں تقسیم کس طرح کی جائے	89
(علم و عمل)	90
* علم کے کتنے مقام ہیں	90
* علم حقیقی کیا ہے	90
* علم حقیقی کب عطا ہوتا ہے	90

Marfat.com

■ علم الٰہی کیونکر حاصل ہوتا ہے 92

* علم اور محبت کا درجہ کیا ہے 92

* علم پیدا ہونے سے کیا کیفیات وارد ہوتی ہیں 92

* کیا اہل ہوس میں بھی علم جلوہ گر ہو سکتا ہے 92

* کیا بزرگان دین کے لئے علم کتابی ضروری ہے 92

* جب محب کو ہر علم عطا ہو جاتا ہے تو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے 93

* اعمال کی روح کیا ہے 93

■ اعمال کی شرح کیا ہے 93

* کرم کیا چاہتا ہے عمل یا احترام 93

* جب جنتی اور دوزخی ہونے کا پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے 93
تو پھر عمل پر کیوں زور دیا گیا ہے

(قرآن و سنت) 95

* قرآن شریف اور حدیث شریف میں فرق کیا ہے 95

■ قرآن فہمی کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے 95

* قرآن پاک سات حروف میں اتارا گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے 96

■ قرآن حکیم باعتبار ماضی' حال اور مستقبل 96
کس طرح اثر انداز ہوتا ہے

(کشمکش حیات) 96

* ناموافق حالات میں کیسے زندگی بسر کرنی چاہئے 96

* معصیت سے بچنے کی صورت کیا ہے 97
* زندہ رہنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے 97
(موت و حیات) 98
* موت اور حیات میں کیا فرق ہے 98
▪ مردہ اور زندہ کی تعریف فرمائی جائے۔ 98
اہل حق اس میں کیا فرق کرتے ہیں
(مومن، کافر اور فاسق) 99
* مومن کے اوصاف کیا ہیں 99
* مومن اور کافر کی پہچان کیا ہے 99
* مومن کس شان کا حامل ہے اور حسنِ ایمان کیا ہے 99
▪ فاسق کی تعریف کیا ہے 100
(مدارج انسانی) 100
* انسان کو جو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے اس کا شرف کیا ہے 100
* آدمی میں انسانیت کیسے پیدا ہو سکتی ہے 100
* کیا اللہ تعالیٰ مسلم اور کسی غیر مسلم نیک انسان میں 101
تمیز روا رکھتا ہے
▪ انسان صاحب حال کس طرح بن سکتا ہے 101
* انسانیت کی معراج کس عمل سے شروع ہوتی ہے 102
* فضیلت کس چیز میں ہے 102

Marfat.com

* منصب کسے عطا ہوتا ہے 103

* حقیقت کی رو سے اہل خیر اور سائل کا مقام کیا ہے 103

▪ صاحب قال اور صاحب حال میں کیا فرق ہے 103

▪ توبہ کا کیا مقام ہے 104

* خودی، تکبر، مان اور گمان انسان سے کس طرح ختم ہو سکتے ہیں 104

* فرشتے اور انسان میں کیا فرق ہے 104

* مصائب و آلام کا انسانی زندگی میں کیا مقام ہے 105

* کیا انسان کو اسباب کی عدم موجودگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کے لئے مکلف کیا ہے 105

* مقام دوام کیا ہے 105

* گریہ و زاری کا مقام کیا ہے 106

(نفس) 106

* نفس کی تعریف کیا ہے 106

* بزرگان دین کے نزدیک کیا نفس کشی جائز ہے 106

* نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کن محرکات کا نتیجہ ہوتے ہیں 106

(ہادی اور ہدایت) 107

* ہدایت کہاں سے حاصل ہوتی ہے 107

▪ قرآن و سنت کی موجودگی میں ہادی کی کیا ضرورت ہے 108

Marfat.com

چند دوسری نوعیت کے سوالات 109

* شئے مری ایک ہوتی ہے اور آنکھیں دو لیکن دونوں آنکھیں دیکھتی ایک ہی چیز ہیں اس کا سبب؟ 109

* اعضاء کا پھڑکنا کس بات کو ظاہر کرتا ہے کیا ان کی کوئی تعبیری نوعیت بھی ہوتی ہے 110

* جسم کے کسی مقام پر داخلی یا خارجی طور پر سوزش یا جلن کا کیا سبب ہوتا ہے 111

ایک تاریخی استفسار 112

(معتزلہ) 113

* معتزلہ کی حقیقت کیا ہے اور خواجہ حسن بصریؒ کے سکوت کا کیا سبب ہے 113

تاثرات 119

* یہ لاہور ہے۔ (جناب اکمل علیمی) 121

ملفوظات 131

* انجام کار 152

ایّام درویش

سوانح حیات سلطان الحقیقت حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

○

مت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردہ سے انسان نکلتے ہیں

زاد و بوم :

آپ کے آبا و اجداد سوہہ، ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے تھے۔ لیکن آپ کی پیدائش انیسویں صدی کے آخر میں پنجاب کے مردم خیز خطہ جالندھر میں ہوئی۔ پہلے آپ جوڑہ دروازہ میں قیام پذیر رہے۔ اور بعد میں نئے ہسپتال کے پیچھے محلہ سراج گنج میں اٹھ آئے تھے۔ تقسیم ملک تک آپ کا قیام وہیں رہا۔

والدین :

آپ کے والد ماجد کا نام حضرت نبی بخشؒ تھا۔ آپ درویشانہ صفات کے حامل تھے اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ کی تقریباً ساری آمدنی مساکین اور غربا پروری پر صرف ہوتی تھی۔ آپ حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مرید تھے۔ آپ اکثر اپنے ہونہار فرزند کو اپنے مرشد کی خدمت اقدس میں لے جایا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت شاہ محمد غوث" سلسلہء چشتیہ کے بہت بڑے صاحب ارشاد بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک نئی بستی کے قریب قبرستان سید کبیر' جالندھر میں ہے۔

تقدس ماب سلطان الحقیقت حضرت فضل شاہ صاحب' مد فیضہ' کے چہرۂ انور سے بچپن ہی سے غیر معمولی سنجیدگی اور متانت مترشح تھی۔ اور پیشانی مبارک سے رشد و ہدایت کا نور ضیا پاش تھا حضرت شاہ محمد غوث" جب آپ کو دیکھتے تو گود میں اٹھا لیتے اور فرماتے "یہ میرا بیٹا فیضی شاہ ہے' یہ میرا دلبند ہے' یہ میرا پیارا فیضی شاہ ہے" تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت جس شے پر پسندیدگی سے ہاتھ رکھ دیتے حضرت غوث وہ آپ کے والد ماجد کو مرحمت فرما دیتے۔

وہ جو کسی نے کہا ہے کہ عظم مائیں عظیم فرزندوں کو جنم دیتی ہیں۔ یہ قول حضرت تقدس ماب سلطان الحقیقت دام مجدہ کی والدہ ماجدہ پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ آپ بھی درویشانہ صفات کی حامل تھیں آپ نے تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت کی تربیت کا خاص اہتمام کر رکھا تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب آپ اپنے جگر گوشہ کے لئے دسترخوان بچھاتیں تو محلّہ کے دوسرے بچوں کو ضرور ساتھ بٹھا دیتیں۔ مقصد یہ ہوتا کہ صغر سنی ہی سے آپ کو مہمان نوازی' تواضع اور مروت کا سبق ازبر ہو جائے۔

ایام طفولیت :

آپ لڑکپن ہی سے حد درجہ خلیق اور ملنسار تھے آپ کی گفت و شنید نشست و برخواست اور چال ڈھال ایک غیر معمولی شخصیت کی نشاندہی کر رہی

Marfat.com

تھی۔ کبھی آپ نے بچوں کے ساتھ بیہودہ لہو و لعب میں حصہ نہیں لیا۔ اپنا اکثر وقت مسجد میں گذارتے تھے یا پھر گھر سے باہر دور کسی ویرانہ میں نکل جاتے تھے۔ جیب میں جو کچھ ہوتا غریب بچوں یا مساکین میں تقسیم کر دیتے۔

بچپن کے ساتھی :

یہ حسن اتفاق ہے کہ آپ کو جو لڑکپن کے ساتھی ملے بھی بڑے ہو کر صاحب مقام بزرگ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے قابل ذکر جناب حضرت نیاز احمد صاحب ہردم حضرت محمود یاسین صاحب' سجادہ نشین اور حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب ہیں۔ یہ سب اللہ والے ایک ہی محلّہ میں رہتے تھے اور ایک ہی ساتھ بڑھے پلے ہیں۔

تعلیم :

آپ کا مکتب سے بہت کم تعلق رہا ہے۔ چند دن محلہ کی مسجد میں جا کر چھوڑ دیا اور اس درسگاہ میں داخل ہو گئے جس میں تمام اہل دل ہوا کرتے ہیں اور انہیں کبھی رخصت نہیں ملا کرتی۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

حلیہ مبارک :

آپ کا چہرۂ مبارک بیضوی اور گولائی کی طرف مائل' پیشانی بلند اور کشادہ' آنکھیں غزالی' ناک ستواں اور خوبصورت' لب پر گوشت اور متناسب' قدح سر گول' بڑا اور جسم کے تناسب کے مطابق ریش مبارک گھنی

Marfat.com

اور گھنگریالے بال۔ رنگ صبیح اور سرخ' بدن دوہرا اور گداز' قامت میانہ مائل بدرازی' سینہ پر گوشت اور کشادہ' دست و پا مضبوط اور متناسب' رفتار شاہانہ طریق پر ذرا جھوم کر چلتے ہیں' اور قدم مضبوط اٹھتا ہے غرض پنجابی کے اس شعر پر بالکل پورے اترتے ہیں۔

زلف تری دے کنڈل کنڈل عاشق دا دل ڈولے
حسن ترے دی صفت کی آکھاں کافر کلمہ بولے

یہ محض شاعرانہ تخیل ہی نہیں ہے' بلکہ تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت کے ساتھ عالم جوانی میں یہ واقعہ پیش آ چکا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک ہندو لڑکی آپ پر فریفتہ ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے ورثاء کو مجبور کیا کہ وہ اس کا عقد حضرت سلطان الحقیقت سے کر دیں۔ اور وہ اس کے لئے آمادہ بھی ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی لڑکی لاکھوں روپے کی جائیداد کی مالک ہونے کے علاوہ اسلام قبول کرنے کو بھی تیار تھی۔ لیکن آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ شیروں کی کچھار میں عورتوں کا کیا کام۔ رہا اس کا اسلام لانا یہ غرض و غایت کے تحت ہے جو ہمیں پسند نہیں ہے۔

برو ایں دام بر مرغ وگرنہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

ترجمہ : تیری زلف کے حلقہ حلقہ پر عاشق کا دل داری بلہاری جا رہا ہے۔ تیرے حسن کی کیا توصیف بیان کی جائے۔ اسے دیکھ کر کافر تک کلمہ پڑھ دیتا ہے۔

پنجابی زبان میں صفت کی "ف" کو ساکن بولنا یا شعراء کا اشعار میں باندھنا ناروا نہیں ہے۔

Marfat.com

عالم جذب :

آپ جب چودہ سال کے سن کو پہنچے تو آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب آپ پر بہت زیادہ غلبہء حال ہوتا تو آپ آبادی سے باہر نکل جاتے اور کئی کئی دن اسی عالم میں جنگلوں میں پھرتے رہتے۔ اگر کچھ میسر۔ آجاتا تو کھا پی لیتے ورنہ یونہی وقت گزار دیتے۔ اس حالت میں آپ کے پاس صرف تین ضرورت کی چیزیں ہوتی تھیں۔ ایک تسبیح دوسرا لوٹا اور تیسری چھڑی۔

اب آپ فرمایا کرتے ہیں کہ اس وقت ہمیں دو کام ہوتے تھے ایک اپنے آپ کو سزا دینا یعنی خود کوبی اور دوسرے گریہ و زاری۔ بہرطور ایک وحشت کا عالم ہوتا تھا ویرانوں میں یونہی تو نہیں پھرا جاتا۔

جہاں وحشت برستی ہے جنوں کے ہیں وہی مسکن
سکوں آبادیاں بخشیں تو ویرانوں میں کیوں جائیں

لیکن اس دور وحشت اثر میں بھی عالم یہ تھا کہ اگر کوئی صاحب حاجت آجاتا اور اس کی جائز خواہش ہوتی تو فوراً" اس کے لئے ارشاد ہو جاتا "جا تیرا کام ہو گیا اللہ کے فضل سے" اور جو ناجائز غرض و غائت لے کر آتا تو اسے اپنے قریب تک نہ پھٹکنے دیتے۔ جب غلبہء حال شدید ہوتا تو آپ بہت کم کلام فرماتے۔ لیکن جو منہ سے نکل جاتا پورا ہو کر رہتا۔ اس عالم میں جب آپ کسی کو نظر بھر کر دیکھ لیتے تو اس پر خود جذب و مستی کا عالم طاری ہو جاتا۔ اور ویرانوں کو اپنا مسکن بنا لیتا۔

ے عموماً" چولائی کے پتے آتش شکم کو بجھانے کے کام آیا کرتے تھے۔

66932

کم و بیش بارہ سال آپ کی یہی کیفیت رہی۔ اس کے بعد آپ خود بخود کسی غیبی اشارہ کے تحت تقدس ماب حضرت میاں خدا بخشؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت کے مرشد عالی مقام :

تقدس ماب حضرت میاں خدابخشؒ قادریہ سلسلہ کے صاحب ارشاد بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی سکونت آباد پورہ' جالندھر میں تھی آپ چالیس سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے رہے تھے۔ آپ حضرت احمد شرف الدینؒ کلید بردار بغداد کے حلقہء ارادت میں تھے۔ چالیس سال کے بعد آپ صاحب ارشاد ہو کر جالندھر تشریف لائے تھے۔ آپ چاروں سلسلوں' قادریہ نقشبندیہ' سہروردیہ اور چشتیہ کی طرف سے بیعت لینے کے مجاز تھے۔ آپ ڈیڑھ سو سال تک حیات رہے جب آپ کی عمر سو سال کو پہنچی تو آپ نے اناج وغیرہ بالکل کھانا چھوڑ دیا تھا آپ صرف سحری کے وقت شربت یا لسی کی قسم سے کوئی چیز نوش فرما لیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا بھی کوئی خاص التزام نہ تھا آپ کا وصال بروز یک شنبہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۵۰ء اوکاڑہ میں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس ساہیوال (سابق منٹگمری) قبرستان پیر بخاری میں مرجع خاص و عام ہے۔

اپنے ایک مکتوب میں تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت راقم الحروف کو اپنے شیخ کی خدمت میں حاضری اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"عرض کی' حضور کی حضوری میں رہنے کی اجازت ہو'
آپؒ نے فرمایا بہت اچھا بیٹا۔ میاں فضل کریم رہو۔ پھر

Marfat.com

ارشاد ہوا تمام کھانوں میں کس کھانے کو پسند کرتے ہو۔ جواب عرض کیا یہی مقام تو لینے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ جو کچھ میرے پیشوا پسند فرمائیں گے۔ وہی میرے لئے کھانا مناسب ہو گا۔ مزید استفسار ہوا بیٹا لباس کس قسم کا پہنو گے۔ عرض کیا جو لباس حضور میرے لئے پسند فرمائیں گے اور پہنائیں گے' میرے لئے ساری کائنات میں اس سے اچھا کوئی لباس نہ ہو گا۔ پھر ارشاد ہوا بیٹا' اپنا نام بتاؤ' عرض کیا' حضور کی خدمت میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ میرا بھی کوئی نام رکھ دیا جائے تاکہ میں صاحب نام ہو جاؤں۔ حضور جس نام سے مخاطب فرمائیں گے وہی میرا نام ہو گا۔ پھر استفسار ہوا رہنے کا کیا حال ہو گا۔ عرض کیا گیا جہاں حضور رکھیں گے وہی میرا حال ہو گا"۔

اس کے بعد تقدس مآب حضرت سلطان الحقیقت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے مرشد عالی مقام کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے اور سر بزانو بیٹھے رہتے۔ آپ کو خاموش دیکھ کر لوگ تقدس مآب حضرت میاںؒ صاحب سے کہتے۔ "اس بچے کو کبھی بولتے نہیں دیکھا"۔

جواباً" ارشاد ہوتا "یہ بچہ اپنے وقت پر بولے گا' اور اس وقت کائنات میں اس کا کوئی جواب نہ ہو گا"۔

آپ چودہ سال اسی طرح اپنے مرشد کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے آپ کو چار انعام عطا ہوئے۔ ان میں سے پہلا قول کا' دوسرا اعمال کا' تیسرا علم کا اور چوتھا اخلاص کا۔

Marfat.com

اس طویل حاضری کے بعد آپ اپنے مرشد کی اجازت سے اپنے رحمت خانہ پر تشریف لے آئے اور خلق خدا جوق در جوق آپ کی طرف رجوع کرنے لگی۔ گویا اس شعر کا لفظ بہ لفظ اطلاق ہوتا تھا۔

عشق سے بڑھتا رہے سوز جگر اچھا ہے
مرجع عالم بنا اپنا بھی گھر اچھا ہے

آپ کے سامنے خلق خدا بہت سے ایسے مریض بچوں کو لاتی جو لاعلاج امراض میں مبتلا ہوتے اور قریب المرگ ہوتے۔ آپ اس بچے کے سر پر دست شفقت پھیرتے اور ساتھ ہی اس کا نام تبدیل کر دیتے۔ اس کے بعد اس کے ورثاء کو مخاطب کر کے فرماتے۔

تمہارا جو مریض بچہ تھا وہ بزرگان دین نے لے لیا ہے۔ اور اپنا تندرست بچہ اللہ کے فضل سے تمہیں عنایت کر دیا ہے اور وہ بچہ اللہ کی مہربانی سے اسی وقت صحت یاب ہونے لگ جاتا۔ یہ سلسلہء فیض اب بھی اسی طرح جاری ہے۔

قدم قدم پہ اندھیرے ہیں زندگی کے لئے
جلا رہے ہیں دل و جاں کو روشنی کے لئے

متاھلانہ زندگی :

آپ نے تقریباً" چالیس سال کی عمر میں متاہلانہ زندگی اختیار کی' اولاد بھی ہوئی۔ اس میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بقید حیات ہیں۔ اس سب سے بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق المعروف بہ رضا حسین صاحب بلالی جمالی ہیں۔ آپ کو دو خاندانوں سے فیض عطا ہوا ہے آپ حضرت مولوی

Marfat.com

محمود یاسین صاحب سے بیعت ہیں اور حضرت سلطان الحقیقت کے خلف اکبر ہیں۔ لہٰذا ہر دو خاندانوں سے فیض یاب ہیں۔

دوسرے صاجزادے حضرت مقبول الٰہی صاحب تیسرے صاجزادے حضرت فدا الٰہی صاحب مست اور چوتھے صاجزادے حضرت علی محمد صاحب ہیں' ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ صفات سے نوازا ہے۔ حضرت سلطان الحقیقت کو اللہ تعالیٰ نے مبتلاہلانہ زندگی میں ایک بہت بڑی آزمائش سے دوچار کر دیا تھا۔ لیکن بہ توفیق ایزدی آپ نے توکل کو دنیاوی آسائش پر ترجیح دی اور۔

من از عالم ترا تنہا گزیدم

کہہ کر زہر غم نوش کر لیا اور تلخی کام و دہن کو چنداں محسوس نہیں ہونے دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ پاکان ہستی کا ہوتا بھی یہی شعار ہے۔

کھائی ہے ہم نے بھی تکمیل تمنا کی قسم
موج خوں سر سے گذر جائے تو کیا ہوتا ہے

اس بارہ میں تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت نے ایک درخواست کو شرف قبول بخشتے ہوئے ایک ذاتی بیان حضرت بابا خوشی محمد صاحب المعروف روڈے شاہ صاحب کے رحمت خانہ پر جاری فرمایا۔

"جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہوش عطا کیا (اور آہستہ آہستہ کیا) تو ہمارے والدین حضرت نبی بخشؒ اور محترمہ والدہ ماجدہ عمری بیؒ ہمیں شادی پر مجبور کرنے لگے۔ انکار اور مسلسل انکار کی صورت میں انہوں نے حضرت میاں خدا بخشؒ سے اس سلسلے میں مداخلت کی درخواست کی۔

Marfat.com

تقدس مآب حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ نے ان کے التماس کو قبول کرتے ہوئے فرمایا۔

"بیٹا یہ سنت ہے۔ اگر اس سنت کو قبول نہ کرو گے تو تمہارا عمل نبیوں سے بڑھ جائے گا۔ اور یہ زہد انبیاء سے بڑھنے کی کوشش ہو جائے گی۔ اور یہ ترک ادب ہے لہٰذا بیٹا، اس مقام سے گزر جانا چاہیے۔ ویسے اس مقام پر زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ صرف سولہ سال لگیں گے۔ اور اس دوران میں سنت کی تکمیل ہو جائے گی"۔

"شیخ کی تعمیل حکم میں ہم نے والدین کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور وہ کام کر لیا، جس کی طرف طبیعت خوشی سے مائل نہ تھی۔ اس مقام پر حضرت خواجہ حافظؒ فرماتے ہیں۔

مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوئید
کہ سالک بے خبر بنوز راہ و رسم منزلہا

آخر رفیقۂ حیات نے ہمارے توکل میں حائل ہونے کی کوشش کی (اور یہ بات اہل حق کو بھلی نہیں معلوم ہوا کرتی) ہم نے اس کے باوجود کہ عقد کو سولہ سال گزر چکے تھے اور اس دوران میں بچے بھی کافی ہو چکے تھے بی بی صاحبہ سے کہہ دیا کہ آپ کا مقام بدل چکا ہے۔ درویش کے ساتھ رہ کر وہی کھانا پہننا، چاہیے جو اسے مہیا ہو، کسی ایسی شئے کا مطالبہ جس کا اس کا توکل متحمل نہ ہو اس کی رفاقت سے دور کر دیتا ہے، چنانچہ انہیں فارغ کر دیا گیا۔ اور انہیں حضرت خوشی محمد المعروف روڈے شاہ صاحب جو ہمارے جگری دوست اور عاشقوں کی جان ہیں کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ اور انہیں

Marfat.com

سمجھا دیا گیا کہ یہ ہماری دین و دنیا کی امانت ہیں' ان کا ہر طرح کا تحفظ آپ پر فرض ہے۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی شے آپ کو کبھی بھی ہم سے درکار ہو تو بلا تامل طلب فرمالیں۔ ہوتے ہوئے کسی شئے سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ آج تک یہی معمول ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس وعدہ سے سرتابی نہیں کی جائے گی۔"

(یہ بیان مورخہ 25 ستمبر 1967ء کو بعد نماز فجر حضرت روڈے شاہ صاحبؒ کے رحمت خانہ واقع ترنڈہ' رحیم یار خاں ہوا)

ہجرت :

برصغیر کی تقسیم کے بعد آپ نے ماموں کانجن' تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں مستقل سکونت اختیار فرمالی ویسے عقیدت مندوں نے مخلوق خدا کی بہتری اور فلاح کے لئے لاہور اور پاکستان کے دوسرے علاقوں میں عارضی مستقر بنا دیئے ہیں۔ تاہم آپ کا زیادہ تر قیام لاہور ہی میں رہتا ہے۔ پاکستان کے تمام شہروں سے آپ کے عقیدت مندجوق در جوق یہیں آتے اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

مصائب و آلام میں گھری ہوئی جو مخلوق آپ کے آستانہ فیض پر آتی ہے۔ آپ اس کے حق میں دعائے خیر کر دیتے ہیں اور اس کی خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے سخت مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔

اجتماعی معمولات :

آپ رات کے دو بجے تہجد کے لئے بیدار ہوتے اور آپ کے تمام

محبین بھی اس معمول میں آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔ کم و بیش تیس چالیس اہل حق کا یہ اجتماع ہوتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے جد انبیاء حضرت ابراہیمؑ کو ایصال ثواب کے لئے دوگانہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تہجد پڑھی جاتی ہے۔ تہجد کے بعد تینتیس مرتبہ سورۂ مزمل تلاوت کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد شجرۂ شریف قادریہ فاضلیہ کو باعتبار مقامات پڑھا جاتا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر اسمائے غوث الاعظمؓ اور درود تاج کا ورد کیا جاتا ہے۔ اسی اثناء میں صبح کی اذان ہو جاتی ہے۔ اذان کے بعد شرعی معمول کے تحت سنتیں ادا کی جاتیں۔ سنتوں اور فرضوں کے درمیان چالیس بار سوۂ فاتحہ تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کے بعد یاودودو کا ورد ہوتا ہے۔ اور پھر تین بار درود شریف پڑھ کر دعا مانگی جاتی ہے۔ اس میں والدین کی خیر و برکت یا مغفرت کے لئے دعا کرنا دعا کا جزو سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بغیر دعا نامکمل سمجھی جاتی ہے۔

ان تمام معمولات سے فارغ ہو کر ایک قرآن کریم ختم کیا جاتا ہے اور اشراق کے وقت نماز اشراق ادا کی جاتی ہے۔

اس کے بعد حضرت سلطان الحقیقت کی ہدایت ہے کہ اللہ کی زمین پر پھیل کر اس کا فضل تلاش کرو۔ کام مت تلاش کرو ورنہ مشقت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اگر فضل تلاش کرتے ہوئے کام مل جائے تو اسے بخوبی انجام دے دو۔ اسے اللہ تعالیٰ آسان فرما دے گا۔ اور جانکاہ مشقت سے بچ جاؤ گے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ روزی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتی ہے۔ خدا کی یاد سے غافل ہو کر محنت و مشقت سے نہیں ملتی۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔

اجگر کریں نہ چاکری پنچھی کریں نہ کام
داس ملوکا یوں کہیں سب کے داتا رام

Marfat.com

یا پھر دوسرے مقام پر اس خیال کو یوں ادا کیا گیا ہے۔

تلسی بروا باغ میں سینچت سے کملائے
رام بھروسے جو رہے پربت پہ لہرائے

اور قرآن حکیم میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکرواللہ کثیرا" لعلکم تفلحون۔ (سورۂ جمعہ)

(ترجمہ) جب نماز ادا کر چکو تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اس کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کو روزی کی تلاش پر مقدم رکھو یعنی حلال اور حرام میں تمیز کرنا سیکھ جاؤ۔

یہ تو روزانہ کے معمولات ہیں۔ ان کے علاوہ ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء سوا لاکھ مرتبہ آیت کریمہ کا ورد بھی کیا جاتا ہے۔

تقدس مآب حضرت سلطان الحقیقت کے ذاتی معمولات :

آپ بیدار ہو کر صرف یہی نہیں کہ روزانہ کے عام معمولات میں جماعت کے ساتھ شریک رہتے ہیں۔ بلکہ رات کے دو بجے سے دن کے دو بجے اور پھر تین' ساڑھے تین بجے سے رات کے گیارہ بجے تک لنگر کی تقسیم' مریضوں کی دیکھ بھال اور عام حاجتمندوں کی حاجت روائی بھی آپ کے معمولات میں شامل ہے۔ ان فرائض کی انجام دہی میں جو محنت شاقہ آپ کو اس اسی پچاسی سال کی عمر میں انجام دینی پڑتی ہے۔ اس کی متحمل وہی شخصیت ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے پاک ہونے کے لئے اس کی مخلوق سے

Marfat.com

بے غرض و غایت ہو جائے۔ یہ کسی اور کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ فیضان محبت ہے جو عام ہو رہا ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
عرفان محبت عام سہی فیضان محبت عام نہیں

اس پر مستزاد یہ کہ پرورش لوح و قلم کیلئے بیانات کے ذریعہ علوم و حقائق کے دریا بھی انہی مصروف اوقات میں بہائے جاتے ہیں۔ ایک لگن ہے جو دل کو لگی ہوئی ہے۔ اور ہر سانس کے ساتھ پہلے سے زیادہ شدید ہوتی جاتی ہے۔

اک عمر چاہئے کہ گوارا ہو نیش عشق
رکھی ہے آج لذت زخم جگر کہاں

غرضیکہ پیکر نور و ہدایت خدا کی محبت اور عشق رسولؐ کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر ہر وقت زبان حال سے ساقی الست کو یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے۔

ستارے گم دیئے خاموش لیکن تیرے رندوں کا
چراغ ہر نفس روشن ہے لو مدھم نہیں ساقی

قول و فعل میں مطابقت :

آپ کے اخلاق حسنہ میں ایک حقیقت پسند کو سب سے زیادہ جو چیز متاثر کرتی ہے وہ قول سے عمل کا تطابق ہے۔ چنانچہ آپ تلقین بھی اسی کی فرماتے ہیں۔ آپ کا قول ہے۔ "اللہ کے پیارو' وہ کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں۔" ایسے بیانات کے وقت حضور پہ اکثر رقت طاری ہو جاتی ہے اور آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ اب ذرا اس قول کا قرآن حکیم کی اس آیت سے

Marfat.com

تطابق دیکھئے۔ اور اندازہ فرمایئے کہ وہ شخص جو حرف شناسی کے اعتبار سے قطعاً" امی ہے۔ معنوی حیثیت سے قرآن حکیم پر اس کی کتنی گہری نظر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا یھا الذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون' کبر مقتا" عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ (سورۂ صف)

اے ایمان والو وہ کہتے کیوں ہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک اس سے بری کوئی بات ہی نہیں ہے کہ کہا تو جائے کیا نہ جائے۔

اخلاص :

آپ میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کسی سطح کا کوئی بھی آدمی کیوں نہ آجائے آپ کا پذیرائی کا طریقہ نہایت پیارا ہے۔ ایسے دور میں جب۔

جہل خرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے

کی کیفیت ہو کسی بڑی شخصیت کا اپنے پاس آنے والوں کو یہ کہہ کر پکارنا۔۔۔۔۔ "لو جی' لو جی۔۔۔۔۔ فلاں صاحب آگئے۔۔۔۔۔ نور والے' نور والے۔۔۔۔۔ خیر و برکت آگئی' رحمت آگئی۔ عید ہو گئی۔ عید ہو گئی۔ آہا ہا' عید ہو گئی۔۔۔۔۔ خود ہی قیاس فرمایئے دکھی انسان کے زخموں کے لئے کتنا بڑا اندمال کا سامان ہے۔

محبت :

جو لوگ تقدس مآب حضرت سلطان الحقیقت سے ارادت و عقیدت

Marfat.com

رکھتے ہیں ان سے آپ بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مرید پوجتے ہیں اور پیر پوجا کرتے ہیں۔ لیکن یہاں اس کے برعکس رسم ہے۔ مریدوں کی آپ جس طرح خدمت کرتے ہیں۔ اس سے حضور نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آج تک کسی ماں کو اپنے بچوں کی اس طرح خدمت کرتے نہیں دیکھا گیا جس طرح آپ اپنے مریدوں کی دیکھ بال کرتے ہیں۔ کھانے پینے کے معاملہ میں تو خیر آپ اپنے پرائے میں کوئی امتیاز برتتے ہی نہیں البتہ دیگر امور سونے' جاگنے اور بیماری کی حالت میں آپ کا جذبہء خدمت دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ رات کو بستر عموماً" اپنے ہاتھوں سے بچھاتے ہیں صبح کو نہانے دھونے کا اہتمام خود کرتے ہیں۔ اور بیماری کی حالت میں رات رات بھر مریضوں کی دیکھ بھال میں گزار دیتے ہیں۔ ایک واقعہ سے آپ کے اس جذبہء خدمت کا کسی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے۔

آپ کے مریدوں میں ایک صاحب چنیوٹ کے شیوخ میں سے ہیں۔ آپ نے ان کے کسی مرض کے لئے ایک دوا تجویز کی۔ اس دوا کے استعمال کے لئے شرط یہ تھی کہ اسے رات کے دو بجے چائے کے ساتھ کھایا جائے۔ چند دن جب تک وہ ڈیرہ پاک میں مقیم رہے دوا کا اہتمام ہوتا رہا۔ اور حضور اپنے ہاتھ سے کھلاتے رہے' لیکن جب وہ اپنے گھر پہنچے تو انہوں نے اپنی والدہ اور بیوی سے اس معمول کو جاری رکھنے کے لئے کہا' انہوں نے ایک دن تو مر بھر کر یہ خدمت انجام دے دی۔ دوسرے دن دونوں ساس بہو پوچھنے لگیں "کیوں جی' یہ دوا صبح ناشتہ کے ساتھ جو چائے ملتی ہے اس کے ہمراہ نہیں کھائی جا سکتی؟" شیخ صاحب نے فرمایا۔ "کھائی تو جا سکتی ہے' لیکن دوا تجویز کرنے والے بزرگ نے فرمایا ہے کہ اس دوا اور ناشتہ کے درمیان کم

Marfat.com

سے کم پانچ چھ گھنٹہ کا وقفہ ہونا ضروری ہے۔ اس دوا کو کھانے کے بعد حسب معمول صبح کے وقت رفع حاجت ہو اور اس کے آدھ گھنٹہ بعد کچھ کھایا پیا جائے۔ یہ سن کر ان دونوں نے یک زبان ہو کر کہہ دیا۔ "پھر آپ وہیں تشریف لے جائیں جہاں سے اس دوا کے کھانے کی ہدایت ملی ہے۔ ہم سے یہ روز روز کی شب بیداری نہیں ہوتی" چنانچہ آپ پھر ڈیرہ پاک پر تشریف لے آئے ہیں اور تادم تحریر اس دوا کو حسب ہدایت استعمال کر رہے ہیں۔

محویت :

رات دن کے چوبیس گھنٹہ میں آپ پر ایسا وقت بھی آتا ہے جب آپ پر لی مع اللہ وقت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جو لوگ واقف حال ہیں وہ تو آپ کو اس وقت بلانے کی جرات نہیں کرتے۔ لیکن جن لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے وہ اس وقت بھی آپ سے تخاطب جاری رکھتے ہیں۔ آپ دل آزاری کو بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں اس لئے اس محویت کے عالم میں بھی ان سے محو تکلم رہتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ سلسلہء کلام غیر مربوط ہو جاتا ہے۔ لیکن مجال ہے کہ پیشانی پر شکن آ جائے یا مخاطب سے کسی طرح کا تکدر پیدا ہو جائے۔ بہرحال یہ کیفیت بالکل اس شعر کے مطابق ہوتی ہے۔

گفتگو کسی سے ہو تیرا دھیان رہتا ہے
ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے سلسلہ تکلم کا

تبلیغ حق :

آپ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ بزرگان دین کسی کو برائی کرتے ہوئے دیکھ

Marfat.com

کر زبان سے بہت کم روکا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ برائی سے روکنے کے لئے تین ہستیاں مجاز ہیں۔ ان میں سے پہلی خدائے بزرگ و برتر' دوسری رسول اکرمؐ اور تیسری بزرگان دین کی ہستی ہے۔ خدا اور رسول تو پہلے ہی ہر برائی سے روک چکے ہیں' لہٰذا جو شخص اب برائی کر رہا ہے۔ وہ خدا اور اس کے رسول کی صریح نافرمانی کر رہا ہے۔ اگر اسے بزرگان دین روکیں اور وہ اپنی کم فہمی سے اس برائی پر اصرار کر کے ڈٹا رہے تو اس کا دنیا و دین میں کوئی مقام نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ وہ گناہ گار کے زمرے سے نکل کر کفر کی لعنت میں مبتلا ہو جائے گا اس صورت حال سے صرف اسی کا مواخذہ نہیں ہو گا' بلکہ وہ مبلغ بھی خدا کے سامنے جواب وہ ہو گا جو آداب تبلیغ کو ملحوظ نہ رکھ کر اس جسارت کا ارتکاب کرائے گا۔

لہٰذا بزرگان دین کا طریقۂ کار یہ ہے کہ جس شخص سے کوئی برائی چھڑانی چاہتے ہیں تو اسے برملا نہیں ٹوکتے بلکہ اسے اپنے ساتھ اس قدر مانوس کر لیتے ہیں کہ وہ ہر بات ماننے لگتا ہے پھر بتدریج اسے ایسے مقام پر لے آتے ہیں کہ وہ وہاں پہنچ کر خود بخود برائی کو برائی سمجھنے لگتا ہے۔ اور اسے ترک کر دیتا ہے یا پھر ایک معمولی اشارہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ طعن و تشنیع بزرگان کا شعار نہیں ہے۔ اس سے حدت پیدا ہوتی ہے اور حدت سے ضد بڑھتی ہے۔ جس کا نتیجہ لازمی طور پر انکار نکلتا ہے اور کچھ نہیں' چنانچہ کہا گیا ہے۔

نکالا چاہتا ہے کام طعنوں سے بھلا غالب
ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین افہام و تفہیم کے وقت ٹھنڈا ماحول پیدا کر

Marfat.com

لیتے ہیں' اور کلام کرتے وقت مخاطب کے فہم اور اس کی فراست کو پیش نظر رکھا کرتے ہیں۔

اب ذرا اس نظریہ کی عملی صورت بھی ملاحظہ فرمالیں۔ اس سلسلہ کے چند واقعات پیش ہیں۔

(ا) آپ کا قاعدہ ہے کہ آپ کا جہاں قیام ہوتا ہے نماز کے وقت وہیں با جماعت نماز ادا فرمالیا کرتے ہیں' ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بہاول پور میں جہاں آپ کا قیام تھا اس قیام گاہ کے عین سامنے مسجد تھی۔ حضور نے حسب معمول قیام گاہ ہی پر نماز ادا فرمالی۔ اور پھر طرفہ یہ کہ اس مسجد کا بانی خود حضور کے مقتدیوں میں شامل تھا اس مسجد کے امام صاحب جو ایک بہت بڑے عالم ہیں یہ برداشت نہ کرسکے وہ خود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عالمانہ لب و لہجہ اختیار کر کے فرمانے لگے کہ بزرگان دین تو مساجد اللہ کو آباد کرنے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ انہیں اجاڑنے کے لئے نہیں' اگر آپ پنج وقتہ نماز مسجد میں ادا فرمالیا کریں تو ہر نماز میں سینکڑوں نمازیوں کا اضافہ ہو جاتا کرے۔

آپ نے انہیں اطمینان سے بٹھا کر تواضع وغیرہ کی اور اس کے بعد نہایت شفقت بھرے لہجہ میں گویا ہوئے۔ "حضرت! شریعت کی رو سے فرد کو جماعت کے تلاش کرنے کا حکم ہے' جماعت کو جماعت کے تلاش کرنے کا حکم نہیں۔ جماعت جہاں موجود ہو وہیں قیام کرسکتی ہے۔ لیکن یہ فقہی جواب ہے جس سے صرف شریعت ہی کا گھر پورا ہوتا ہے اہل حق حقیقت سے اپنے عمل کے لئے فتویٰ لیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس عمل کی حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس بہت سے ایسے طفلان گریز پا آتے ہیں۔ جو کوٹ پتلون کا عذر رکھتے

ہیں۔ اگر نماز کے وقت مسجد میں جانے کا اہتمام کیا جائے تو صرف وہی لوگ وہاں پہنچیں گے جو یہ عذر نہیں رکھتے ہوں گے یا پھر دیرینہ ذوق عبادت رکھتے ہوں گے۔ باقی سب سوٹ پوش جو سو میں سے نوے ہو سکتے ہیں ادھر ادھر کھسک جائیں گے۔ یہاں وہ طوعا" و کرہا" جماعت میں تو شریک ہو جاتے ہیں اور فرض ادا کر لیتے ہیں' رفتہ رفتہ جب وہ چند نمازیں اسی طرح ادا کر لیں گے تو ان کے لئے یہ عمل سہل ہو جائے گا۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب وہ مساجد تک خودبخود پہنچنے لگیں گے۔ اس وقت وہ آپ کا مال ہوں گے پھر جیسے چاہیں انہیں سنبھال لیں"۔

(۲) بہاول پور کے ایک نو مسلم شیخ صاحب ہیں جو خطاط بھی ہیں انہیں ایک مسودہ کی کتابت کے لئے حضور نے طلب فرمایا۔ انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور فورا" حاضر ہو گئے ان کے دل میں یہ بات تھی کہ یہ فقیر لوگ جو جنگلوں میں رہ چکے ہوتے ہیں ان کے پاس کوئی نسخہء کیمیا ضرور ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کی یہ خدمت خاطر خواہ طریق پر انجام دے کر اور کچھ چکنی چپڑی باتوں میں لا کر وہ نسخہ حاصل کر لیا جائے۔ چنانچہ تقدس مآب نے وہ مسودہ انہیں کتابت کی غرض سے دے دیا۔ لیکن اسی اثناء میں ان کے منہ سے یہ نکل گیا کہ ان کا دھیان عبادت کی طرف بالکل نہیں بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو ان کا جی یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی نیت تڑوا دیں۔ تقدس مآب نے اس وقت تو کچھ نہیں کہا لیکن تھوڑے توقف کے بعد انہیں ادھر ادھر کی باتوں میں لگا کر ان سے وہ مسودہ واپس لے لیا اور کہہ دیا' ابھی یہ مسودہ ترمیم طلب ہے جب درست کر لیا جائے گا اس کی کتابت آپ ہی کو سونپی جائے گی۔ اس کے بعد چند اور باتیں

Marfat.com

کر کے انہیں یہ شعر سنا دیا۔

بھلا ہوا ہم پنچ بھٹے سب کو کریں سلام
جنم جو لیتے اونچ کے کبھی نہ ملتا رام

معلوم نہیں اس ایک شعر نے اس نو مسلم کو ماضی کے کون سے دریچے جھنکا دیئے کہ اس پر ایک دم رقت طاری ہو گئی۔ وہ دن سو آج کا دن اس کا رونا ہی نہیں تھمتا۔ اب وہ پانچ نہیں بلکہ سات وقت کا نمازی ہے اور ہر وقت باوضو رہتا ہے۔ اسے شاعری وغیرہ سے دور کا بھی لگاؤ نہ تھا اب وہ تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت کی منقبت میں ایسے ایسے اشعار کہتا ہے کہ سننے والوں پر ایک دم رقت طاری ہو جاتی ہے۔ خود بھی روتا ہے اور دوسروں کو بھی رلاتا ہے۔

(۳) چنیوٹ کے ایک مولوی صاحب نے تقدس ماب کو پیغام بجھوایا کہ انہوں نے تبلیغ کے دوران کچھ ایسی باتیں کہی ہیں کہ ان سے وہاں کے اہل تشیع بھڑک اٹھے ہیں اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ان کی سلامتی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

حضرت تقدس ماب نے پیغامبر سے کہا کہ جواب میں ہمارا انہیں یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر آپ نے یہ تبلیغ کسی دنیاوی غرض و غایت کے تحت کی تھی تو آپ کا حشر وہی ہونا مناسب ہے جس کا آپ کو ڈر ہے اور اگر اس تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کی نیت نیک تھی اور پیغام حق پہنچانا مقصود تھا تو ہمیں بتایا جائے کہ اس میں خوف کا کون سا مقام ہے۔ یہ تو ایک مبلغ کی معراج ہے کہ اسے پیغام حق پہنچاتے ہوئے شہادت نصیب ہو جائے۔

(۴) راقم الحروف نے تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت کا ایک بیان

Marfat.com

قلمبند کرتے وقت "کسی کی بات نہ ماننا اپنی منوائے جانا نفس امارہ کے محرکات میں سے ہے اس کا حامل دین و دنیا دونوں سے غافل ہوتا ہے" کے بجائے کسی کی بات نہ ماننا اپنی منوائے جانا نفس امارہ کے محرکات میں سے ہے۔ اس کا حامل دین و دنیا دونوں سے غافل ہوتا ہے اور دونوں جہانوں سے راندہ جاتا ہے' کردیا یعنی ایک فقرہ "دونوں جہانوں سے راندہ جاتا ہے" کا اضافہ کردیا۔ آپ نے جب پورا بیان پڑھوا کر سنا تو فرمانے لگے۔ عزیز اس فقرہ کو کاٹ دو کسی کو راندنا یا رکھنا یہ ذات حق کا اپنا کام ہے۔ ہم اس کی مخلوق کے حق میں کیسے فیصلہ کرسکتے ہیں اور پھر ہم تو اللہ کے بندوں کو اس کی رحمتوں سے ہمکنار کرانے آئے ہیں۔ مایوس کرنے نہیں۔ "رحمت حق بہانہ می جوئید بہانمی جوئید"۔

(۵) ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور میرے بچے کو نصیحت فرمایئے کہ وہ سنت کا احترام کرے اور داڑھی رکھ لے۔ آپ نے جواباً" ارشاد فرمایا کہ وہ بالغ ہے اور اپنے نفع و نقصان کو خوب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ یہ فیصلہ اسی کو کرنا ہوگا ہم اگر کوئی فیصلہ اس پر تھوپ دیں گے تو وہ الجھ جائے گا' بزرگان دین لوگوں کو سلجھانے آتے ہیں مزید الجھانے نہیں۔

(۶) بزرگان دین کبھی تبلیغ حق کرتے وقت نظر کے تصرف سے بھی کام لے لیتے ہیں' چنانچہ حضرت تقدس ماب سے کراچی میں ایک دسویں جماعت کے بچے نے (جو غلط ماحول کے سبب اشتراکیت سے متاثر تھا) سوال کیا کہ ہمارے پیدا ہونے کا کیا مقصد ہے۔ آپ نے اس سے نظر ملا کر جواب دیا "بس یہی کہ ہم تم سے مل لئے اور تم ہم سے مل لئے" اس وقت سے وہ لڑکا

Marfat.com

آپ کا ایسا گرویدہ ہو گیا کہ اسے آپ کو دیکھے بغیر چین نہیں پڑتا۔ اس دن سے اس نے اپنے معمولات زندگی ہی بدل دیئے۔ جس بات کے لئے اس کے بزرگ ایک عرصہ سے کوشاں تھے اب وہ اپنی کلاس کے بچوں کو حضور کے پاس لانے کے لئے کچھ اس طرح سمجھاتا ہے۔ "آؤ تمہیں ایک حقیقت آشنا سے روشناس کراؤں' یہ بزرگ اس دور کے بہت بڑے ہادی ہیں"

خوف خدا :

انسانوں کے ساتھ جو آپ کو شفقت ہے اس کی مثال تو بزرگان دین کے سوا شاید ہی کہیں ملے۔ البتہ عام خلق خدا کے ساتھ جو آپ کا جذبہء ترحم ہے اس کی نظیر مشکل ہی کہیں ملے گی۔ اسے خوف خدا ہی کہہ سکتے ہیں اور کچھ نہیں' مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

ایک دن ایک بچھو نکل آیا۔ آپ نے اسے مارنے کے لئے ایک ساتھی کو کہا' اس نے ارشاد کی تعمیل میں جیسے ہی اسے مارنے کے لئے جوتی اٹھائی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ تعجب سے حضرت تقدس ماب کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ نے کچھ تامل فرما کر پھر ارشاد فرمایا۔ اچھا ابھی مارو' اس نے پھر جب حکم کی تعمیل کرنی چاہی آپ نے پھر ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا اسے کسی ایسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں یہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ ویسے اسے اب جہاں بھی چھوڑ دو گے یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ لیکن احتیاط پھر بھی ضروری ہے۔

توکل :

بزرگان دین کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ▪ متوکل

رہتے ہیں۔ نیک و بد میں امتیاز ان کا خاصہ ہے۔ کسی ترغیب یا تحریص کے ذریعہ انہیں جادۂ ہدایت سے نہیں ہٹایا جا سکتا اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے ان کی نظر آسمان کی طرف رہتی ہے۔ زمینی اسباب پر وہ بھروسہ نہیں کرتے۔ وہ شیطان کے دجل و فریب کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ ان کے سامنے جب ابلیس مصلحت بنی' ریا کارانہ معصومیت اور ناصح مشفق کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے تو فورا" زیر لب تبسم کے ساتھ فرما دیتے ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

اب اس سلسلہ کے چند واقعات تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت کے بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) جب آپ ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لائے تو بعض باختیار حکام نے یہ پیشکش کی کہ حضور جس قدر زمین آپ پسند فرمائیں ہم آپ کو الاٹ کئے دیتے ہیں۔ اگر آپ خود پسند نہ فرمائیں تو جسے ارشاد ہو اسے دیئے دیتے ہیں۔ تقدس ماب نے اس پیشکش کے جواب میں یہی ارشاد فرمایا کہ آپ زیادہ سے زیادہ ہمیں سو دو سو مربع زمین عطا فرما دیں گے یا پھر اس میں چند کوٹھیوں اور بنگلوں کا اضافہ کر دیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی جتنی زمین ہے وہ سب ہماری ہے۔ اس میں سے ایک انچ بھی کم نہیں ہے۔ پھر آپ ہی بتائیں کہ ہم اتنی حقیر پیشکش کو قبول کر کے کیسے اپنا منہ کالا کرا سکتے ہیں۔ آپ جو کچھ ہمیں دینا چاہتے ہیں مستحقین میں بانٹ دیں۔

(۲) تقدس ماب کے زیر علاج ایک خاتون تھیں اور ان کی حالت نازک تھی۔ فرمانے لگیں حضور میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ میری خواہش

Marfat.com

ہے کہ مرنے سے پہلے بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہو لوں۔ میرے پاس سات لاکھ روپیہ موجود ہے اسے آپ امانت رکھ لیں۔ اگر میں زندہ واپس آ جاؤں تو لے لوں گی۔ بصورت دیگر آپ کو اختیار ہو گا کہ اسے جیسے پسند فرمائیں صرف کرلیں۔ تقدس ماب نے جواباً" ارشاد فرمایا۔ ہم اس صورت حال کی موجودگی میں کسی کی امانت رکھنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اس میں سے بقدر ضرورت اپنے پاس رکھ کر باقی رقم اہل احتیاج میں تقسیم کردیں۔ اس سے آپ کی دنیا و عاقبت سنور جائے گی۔

(۳) ایک صاحب حضور کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، حضور میرا ایک ناخلف لڑکا ہے۔ میں اس سے سخت بیزار ہوں اور اسے عاق کر دینا چاہتا ہوں۔ میری دو ڈھائی لاکھ کی جائیداد ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اسے آپ کی زیر تعمیر مسجد کے لئے آپ کی نذر کر دوں۔ حضرت تقدس ماب نے فرمایا نہیں بھائی ہماری مسجد کو آپ کی جائیداد نہیں چاہیئے۔ یہ حق آپ کے لڑکے کا ہے خواہ وہ کتنا ہی ناخلف کیوں نہ ہو۔ جب اس نے بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ نے بیزار ہو کر فرمایا۔ نہیں بھائی ہم آپ سے یہ سودا نہیں کرنا چاہتے۔ آپ یہ معاملہ کسی اور مسجد کے فقضا کاران سے کرلیں۔ ہم ایک نیکی کے لئے دوسری برائی مول نہیں لینا چاہتے۔

حق گوئی :

آپ کی عادت ہے کہ عام دنیاوی امور اور ذاتی معاملات میں کسی کی دل آزاری پسند نہیں فرماتے جو کسی کی خواہش ہوتی ہے اسے حتی المقدور پوری فرما دیتے ہیں۔ لیکن دینی امور میں ناجائز رعایت اپنے منصب کے

Marfat.com

خلاف تصور فرماتے ہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک متصوف حاضر ہوا اور آپ سے تصور شیخ کے بارے میں مستفتی ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو لوگ بزرگان دین کے خیالی تصور باندھتے ہیں۔ ان کا عمل ناقص ہوتا ہے۔ بزرگان دین کے وجود کو اللہ تعالیٰ عمل کی صورت میں اتارتا ہے۔ لہٰذا بزرگان دین کے دل کو اللہ تعالیٰ کا علم جاننا چاہئے اور بس۔ تصور کوئی عملی صورت نہیں ہے اور نہ اسے علم کا مقام حاصل ہے۔ جس فعل کو شریعت' طریقت اور حقیقت کی رو سے علم و عمل کا درجہ حاصل نہ ہو وہ کار عبث ہوتا ہے اور سالک کے لئے کسی کار عبث کا کرنا قطعاً" منع ہے اس جواب سے وہ مستفتی سخت پیچ و تاب کھا کر رہ گیا اور دوسرے دن مسجد کے امام پر غلط قرآن حکیم پڑھنے کا الزام لگا کر اس سے الجھ پڑا اور رخصت ہو گیا۔

صبرو تحمل :

آپ کا ارشاد ہے کہ انسانیت کی معراج مخالف کے ساتھ موافقت کرنے سے شروع ہوتی ہے۔

اس قول کی عملی صورت اس دن دیکھنے میں آئی جب ایک فاتر العقل ڈیرے پاک آیا اور پوری دریدہ دہنی سے حضرت تقدس ماب کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا۔ نقل کفر نباشد۔ وہ حضور کو مخاطب کر کے زور زور سے چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "میں امام مہدی آگیا ہوں' یہ تو نے کیا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ اٹھا اپنا بھنڈارا۔ اٹھا یہاں سے چارپائیاں۔ یہ سب کیا ہے"۔ اور بہت ساری مغلظات بک کر۔ "میں تیرا پیٹ چاک کر دوں گا۔ میں تجھے خاک میں

Marfat.com

ملا دوں گا۔ وغیرہ" بکواس کرتا رہا ڈیرہ پاک پر ایک ڈاکٹر صاحب مقیم تھے انہوں اس کا گریبان پکڑ کر اسے سزا دینی چاہی۔ لیکن تقدس مآب نے یہ کہہ کر انہیں ایسا کرنے سے روک دیا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں۔ انہیں آپ کچھ نہ کہیں پھر اس مخبوط کے قریب ہو کر اور اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا آپ تشریف رکھیں۔ پہلے آپ کچھ کھا پی لیں پھر اطمینان سے باتیں ہوں گی۔ لیکن وہ ایسی تواضع کو کب خاطر میں لانے والا تھا۔ کہنے لگا بس بس رہنے دے ان باتوں کو مجھے اگر بیٹھنا ہو گا تو خود بیٹھ جاؤں گا۔ تیرے کہنے سے ہرگز نہیں بیٹھوں گا۔ حضرت تقدس مآب نے اس کی اس بات کا بھی برا نہیں منایا اور ارشاد فرمایا۔ اچھا اگر آپ کو بیٹھنا پسند نہیں ہے تو نہ بیٹھیں۔ آپ کی جب مرضی ہوا کرے یہاں تشریف لے آیا کریں۔ ہو سکتا ہے کبھی آپ کی باتوں سے ہماری اصلاح ہو جائے۔ اس شخص نے یہ سنا اور برا سا منہ بنا کر رخصت ہو گیا۔

اس کے چلے جانے کے بعد تقدس مآب کے نیاز مندوں نے خدمت عالی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور یہ بات مناسب نہیں ہے کہ لوگ آپ سے اس طرح بالمشافہ مخاطب ہوا کریں۔ اس کی ہمیں اجازت ہونی چاہیئے کہ ایسے دریدہ دہنوں کو قرار واقعی سزا دیا کریں۔ حضرت تقدس مآب نے زیر لب تبسم کے ساتھ فرمایا کہ جب بھیجنے والا موافقین کو بھیجتا ہے اور وہ ایک کثیر تعداد میں آ کر مدح و ستائش کرتے ہیں تو آپ لوگ انہیں انعام و اکرام دینے کا کیوں اہتمام نہیں کرتے۔ اب اگر اس نے ایک مخاطب کو بھیج دیا تو آپ اس قدر برافروختہ ہو گئے ہیں کہ اس کے پرزے اڑانے کے درپے ہیں۔ عزیزو! ہر ایک کو حقیقت پسند بننا چاہیئے اور خدا کو کسی حال میں فراموش

Marfat.com

نہیں کرنا چاہئے ورنہ لوگ اس طرح زبان طعن دراز کریں گے۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی' جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

علمی مقام :

حضرت سلطان الحقیقت کا باوصف امی ہونے کے علمی مقام نہایت بلند ہے۔ آپ فرمایا کرتے ہیں یہ کتابی علم تو کسب سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر ہم اسی پر انحصا کر لیتے تو یہ ہمارے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ اس سے تو ہم دعائیں مانگ مانگ کر بچے ہیں۔ اگر ہم اسے حاصل کر لیتے تو علم حقیقی سے وہ حصہ نہ ملتا جو بزرگان دین کو "ام الکتاب" سے خصوصی طور پر عطا ہوا کرتا ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لئے مکتب عشق میں درس لینا پڑتا ہے۔ اور ساقی ازل کے میکدے میں ایک عمر تک بادہ نوشی کرنی پڑتی ہے۔ اسی لئے ایک مفتی (صدر الدین) نے یہ فتوئ صادر کر دیا ہے۔

کامل اس طبقہء زہاد سے نہ اٹھا کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

ایک دوسرا شاعر بغیر بصیرت کے علم و دانش کو اس طرح تعبیر کرتا ہے۔

بے بصیرت علم و دانش کا کوئی حاصل نہیں
اس اجالے میں بھی اکثر ٹھوکریں کھاتے ہیں لوگ

اس ضمن میں یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت تقدس مآب کو شعر فہمی کا ملکہ بھی بہت بڑا عطا فرمایا ہے۔ آپ نہ صرف اپنے کلام کے دوران ہی اردو' فارسی اور پنجابی کے اشعار پوری بے ساختگی کے

ساتھ پڑھ دیتے ہیں بلکہ جب کوئی کسی کا کلام سنا رہا ہو تو آپ موقع محل کے مطابق اس میں ایسا تصرف فرما دیتے ہیں کہ اس پر حقیقت کا رنگ چڑھ جاتا ہے اور پوری محفل پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

راقم الحروف نے حضرت مآب کی خدمت میں ایک نعت پیش کی۔ آپ نے ہر شعر پر خوب جی کھول کر داد دی لیکن جب اس شعر۔

جینا سکھایا عزم سے مرنا سکھا دیا
تیرا جمال ہمت مرداں کی آبرو

پر پہنچتے تو آپ ایک دم ٹھٹک گئے فرمانے لگے اہل حق کبھی نہیں مرا کرتے وہ آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ "جینا" یا "مرنا" جیسے الفاظ حقیقت سے عاری لغت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس شعر کو اس طرح ہونا چاہیئے۔

آنا سکھایا عزم سے جانا سکھا دیا
تیرا جمال ہمت مرداں کی آبرو

یہ تقدس مآب حضرت سلطان الحقیت کی زندگی کے چند اجمالی واقعات ہیں جو پیش کر دیئے گئے ہیں۔ بہر حال یہ ہستیاں ہیں جو زبان حال سے گلشن ہستی کے ہر پھول کو پکار پکار کہہ رہی ہیں۔

اے گلو کر لو زیارت ٹوٹ کر دیوانہ وار
ہم چمن میں بار بار آتے نہیں مثل بہار

بمقام ماموں کانجن، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۷ء

Marfat.com

حرفِ گفتنی

خضر اگر نیست قدم میزن و میکوش کہ من
رفتم آخر بجرم ازرہ خزلاں رفتم
(عرفی)

جب انسان کے شعور کی آنکھ کھلتی ہے اور زندگی کی طویل اور تھکا دینے والی راہ کو اپنے سامنے پاتا ہے تو قدرتی طور پر اس کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا منزل کی جانب جو قدم بھی اٹھے نہایت استوار اور مضبوط ہو' کسی مقام پر لغزش کا تصور ہی اس کے دل کو دہلا دیتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

ارادے باندھتا ہوں' سوچتا ہوں' توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو جائے

لیکن ان تمام احتیاطوں کے باوصف گمرہی کا یہ عالم ہے کہ وہ منزل گہہ دوست جسے حق کی منزل کہا جاتا ہے ہر ایک کی نظر سے اوجھل ہے۔ یعنی۔

کس ندانست کہ منزل گہہ مقصود کجاست

اور پھر طرفہ یہ ہے کہ جو شخص جس راہ پر چل رہا ہے اسی کو درست سمجھ رہا ہے اور سب کو اسی پر دیکھنا چاہتا ہے۔ ہر شخص کے لئے اس کے ہم مسلک کے سوا دوسرا ہر شخص گم کردہ راہ ہے' اصطلاحی طور پر اسی کو عصبیت سے

Marfat.com

تعبیر کیا جاتا ہے۔

یہ کچھ مذاہب کے ماننے والوں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ اقوام جو سرے سے کسی مذہب کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ ان کا بھی یہی عالم ہے۔ سچ پوچھا جائے تو ان کا یہی مذہب ہے کہ ان کا کوئی مذہبی نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر کوئی مسلک نہ ہونا بھی تو ایک مسلک ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ بھی اپنے نظریات کا اسی شدومد سے پرچار کرتے ہیں جس سے مذاہب کو ماننے والے کیا کرتے ہیں۔

جب نظریات کی دنیا میں اس حد تک بوقلمونی پھیلی ہوئی ہو تو خود اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک ایسے نووارد جادۂ حیات کیلئے جس کے رخ کا بھی صحیح طور پر تعین نہ ہوا ہو کس قدر سخت مقام ہوتا ہے۔ اسے ہر ہر قدم پر ٹھوکر کھا جانے کا احتمال رہتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

راہرو راہ محبت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

لیکن اگر اندازکار کا بدل دیا جائے اور بحث و تمحیص کے بجائے ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ جگہ لے لے تو یہ بات مسلسل مشاہدہ نے پایۂ ثبوت کو پہنچا دی ہے کہ اس سے حقیقت کی وہ شمعیں روشن ہو جاتی ہیں کہ جو راہرو راہ حیات کو منزل مقصود تک نور بخشتی رہتی ہیں۔ اور اس کے علی الرغم تجربات کی صداقتوں کو چھوڑ کر محض زبانی قیل و قال ہی تک نوبت رہے تو اختلافات کی تندو تیز آندھیاں بغض و عداوت کے جھونکوں سے انہیں شعلہ بسر نہیں رہنے دیتیں۔ اور گذر گاہوں پر دبیز تاریکی چھاتی چلی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں راہ حقیقت کا راہی یہ پکارتا رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

دور منزل ہے اور اندھیرا ہے

لہٰذا راقم الحروف نے جگ بیتی کو موضوع بحث بنانے کے بجائے آپ بیتی کو اس کتاب کے قاری کے سامنے پیش کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور اسے کسی مشورہ کا پابند نہیں کیا گیا۔

من نگویم کہ ایں کن و آں کن
مصلحت بیں وکار آساں کن

آئندہ سطور میں آپ وہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں گے جو اس احقر کو راہ حق کی تلاش میں پیش آیا اور اس نے اسے صحیح سمت کی جانب گامزن کر دیا۔

ہر علم کہ درمدرسہ حاصل کر دیم
کارے دگرست و عشق کارے دگرست

کراچی میں میرے ایک بزرگ دوست ہیں' جناب احمد دستگیر صاحب انہیں ایک عرصہ سے اصرار تھا کہ میں ان کے شیخ طریقت کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کروں۔ لیکن سوء اتفاق کہ موصوف نے مجھے پہلی ہی نشست میں یہ کہہ کر بدکا دیا کہ ان کے روحانی پیشوا قطعاً" آشنائے مکتب نہیں رہے ہیں۔ یہ سن کر میں ان کی بات ماننے سے اس لئے اعراض کرنے لگا کہ میرے ذہن میں ایک بہت بڑے اہل حق کا یہ قول تھا کہ "ولی نا آشنائے علم نہیں ہوتا" اور نا آشنا علم کی تعریف بھی میرے ذہن میں وہی تھی جو اہل مکتب کیا کرتے ہیں۔

بس یہی ایک بات تھی کہ میں چھ سات ماہ تک ان سے متفق نہ ہو سکا' جب بھی ہم کہیں راستے میں مل جاتے ہمارا موضوع بحث یہی بن جاتا ہے اور کسی نہ کسی' ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر گھنٹوں تبادلہء خیالات کرتے رہتے

Marfat.com

اور نتیجہ وہی ہوتا "ڈھاک کے تین پات"۔ یعنی۔

پئے مشورت مجلس آرا ستند
نشستند و گفتند و برخاستند

سے بات آگے نہ بڑھتی۔

آخر ایک دن زچ ہو کر میں نے عرض کیا کہ میرے محترم دوست روز روز کی تضیع اوقات سے کیا فائدہ۔ میں آپ کے علم و فضل کا معترف ہوں اور ساتھ ہی مجھے آپ کے خلوص اور دیانت پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ کسی سے مجھے بیعت کرانا ہی ضروری تصور فرماتے ہیں تو لائیے اپنا ہاتھ میں آپ کی اس خواہش کی تکمیل کیئے دیتا ہوں۔ یہ سن کر وہ نہایت سنجیدہ ہوگئے۔ اور بڑی متانت سے فرمانے لگے۔ کیا واقعی آپ مجھ پر اسی قدر اعتماد کرتے ہیں۔ میں نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ یہ سن کر ان پر ایک گونہ رقت طاری ہوگی۔ اور فرمانے لگے تو پھر قیاس فرمائیے کہ وہ کیسا ہوگا جس پر مجھے اعتماد ہے۔ یہ دلیل اس قدر قاطع تھی کہ مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ چنانچہ میں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے ان سے عرض کیا کہ جب آپ کے حضرت صاحب کراچی تشریف لائیں تو مجھے اطلاع دینے کی زحمت گوارا فرمالیں۔ میں ضرور ان کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔

بات آئی گئی ہوگئی۔ کئی ہفتہ تک میری ان سے ملاقات نہ ہو سکی، ایک دن بڑی عجلت میں وہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے مجھے دیکھتے ہی آواز دے کر بلایا اور فرمانے لگے۔ حضور کل تشریف لا رہے ہیں آپ کا قیام "عمر نکولاس" کے دفتر واقع نئی چالی میں ہوگا۔ آپ ٹھیک بارہ بجے وہیں تشریف لے آئیں۔ اتنا فرما کر وہ تو بس میں سوار ہوگئے لیکن میں ان کے خلوص پر

Marfat.com

غور کرتا ہوا اپنے گھر پہنچ گیا۔

اگلے روز میں بتائے ہوئے پتہ پر پہنچا۔ اور دانستہ ایسے مقام پر بیٹھا جہاں سے میرے جوتے قریب ہی تھے۔ نیت یہ تھی کہ جب جانے کا ارادہ ہو تو اس میں کوئی دقت حاصل نہ ہو۔ چنانچہ ہوا بھی یہی محترم دستگیر صاحب نے نہایت اچھی طرح پذیرائی کی۔ چائے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ان سے رخصت چاہی۔ انہوں نے نہایت فراغ پیشانی سے اجازت دے دی۔ لیکن اگلے دن پھر آنے کے لئے کہہ دیا۔ دوسرے دن بھی وہی "نشستند و گفتند و برخواستند" کی کیفیت رہی۔ لیکن تیسرے دن آنے کی پھر ہدایت مل گئی۔

تیسرے دن میں نے فیصلہ کر لیا کہ یہ روز روز کا آنا جانا کچھ زیادہ مناسب نہیں ہے' طریقہ ایسا ہونا چاہئے کہ دوست بھی ناراض نہ ہو اور چھٹکارا بھی مل جائے۔ اس لئے یہی موزوں ہو گا کہ ان کے پیر و مرشد ناخواندہ تو ہیں ہی ان کے سامنے کوئی علمی سوال پیش کر دو۔ یقیناً وہ جواب سے قاصر رہ جائیں گے۔ اور اپنی نجات ہو جائے گی۔ یہ خیال کر کے میں نے اپنے محترم دوست سے کہا کہ وہ اپنے حضرت صاحب سے مجھے دو تین منٹ لے دیں۔ انہوں نے آمادگی ظاہر کر دی۔

جب میرے عزیز دوست نے اپنے حضور سے یہ خواہش ظاہر کی تو ارشاد ہوا۔ دو تین منٹ کیا۔ دو تین گھنٹے! یہ فرما کر حلقہء احباب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک گوشہ میں آ کر تشریف فرما ہو گئے۔ میری طرف ایک گاؤ تکیہ بڑھاتے ہوئے اطمینان سے بیٹھنے کو کہا۔ بہرحال مجھے ان بزرگ میں وہ تبلیغی اخلاق جلوہ گر نظر آیا جو اہل حق کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ چنانچہ میں انتہائی بیباک طبیعت رکھنے کے باوصف مودب ہو گیا۔ لیکن اس سراپا تقدس

Marfat.com

ہستی نے میرے دو زانوں بیٹھنے پر اعتراض کیا۔ ارشاد ہوا بالکل بے تکلف ہو کر بیٹھو۔ یہاں تکلف سے بیٹھنا بے ادبی ہے۔ بے تکلف بیٹھنا نہیں۔ وہ اس لئے کہ باتکلف بیٹھنے سے دھیان تکلف میں رہتا ہے اور بات پوری توجہ سے نہیں سنی جاتی۔ بزرگان دین کی بات پوری توجہ سے نہ سننا گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔ لہٰذا میں مربعہ ہو کر بیٹھ گیا اور گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا لی۔

جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو آپ نہایت پر خلوص لہجہ میں گویا ہوئے مانگو' کیا مانگتے ہو۔ یہاں سے ملے گا۔ مجھے پہلے تو اس پیشکش پر تعجب ہوا اور میں جھجکا۔ لیکن جب میں نے چہرے کی متانت اور آنکھوں کے خلوص پر نظر کی تو میری جھجک دور ہو گئی میں نے جواباً" عرض کیا۔ حضور کسی ایک بڑے دربار میں پیش ہونا ہے اور پلے کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا توفیق چاہیئے۔

فرمایا کہ توشہ (زاد آخرت) چاہیئے میں نے عرض کیا حضور توشہ محدود لفظ ہے۔ اس سے بھی کوئی بڑی چیز چاہیئے۔ فرمایا پھر کیا چاہیئے میں نے عرض کیا قرآن حکیم کی خدمت۔ ارشاد ہوا کیا چھاپ کر تقسیم کرنے کا ارادہ ہے میں نے عرض کیا' نہیں حضور یہ کام تو دوسرے بھی کر رہے ہیں' میں تو وہ کام کرنا چاہتا ہوں جس کی توفیق دوسروں کو بہت کم ملی ہے ارشاد ہوا وہ کیا میں نے عرض کیا کہ میں تقریباً ۲۳ سال سے قرآن حکیم کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتا کہ میں اس سماوی صحیفہ کو پوری طرح سمجھ چکا ہوں۔ البتہ جس قدر سمجھا ہوں اسے عام کر دینا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر مسرت کا اظہار فرمایا اور شانے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا فکر مت کرو یہ توفیق یہاں سے ملے گی۔ لیکن یہ بات چھپانے کی تو نہیں ہے۔ اس گفتگو میں سب کو شامل کر لینا چاہیئے۔ یہ فرما کر سب رفقاء کو آواز دے کر بلا لیا۔ جب

Marfat.com

سب قریب آ گئے تو ارشاد ہوا' ہاں یہ تو بتائیں کہ آپ کی قرآن حکیم تک کیسی رسائی ہوئی ہے۔ کسی ایک آدھ مقام کی نشاندہی فرمائیں۔

میں نے جواباً" عرض کیا کہ قرآن حکیم کی آیات مقدسہ دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ان میں سے ایک محکمات اور دوسری متشابہات ہیں۔ لیکن میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں کوئی آیت متشابہہ نہیں ہے سب آیات محکم ہیں۔ صرف زمانہ اور جغرافیائی حدود (Time & Space) کا فرق پڑتا ہے۔ جب متعلقہ آیت اپنے وقت اور مقام کو پا لیتی ہے تو وہ متشابہ سے محکم ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک آیت کسی ایک زمانہ اور دوسری کسی ایک قوم کے لئے متشابہ ہو۔ لیکن کسی دوسرے زمانہ اور دوسری قوم تک پہنچ کر محکم ہو جائے۔ ہمیشہ کوئی آیت متشابہ نہیں رہ سکتی۔ وہ اس لئے کہ اللہ کی یہ کتاب قیامت تک کے لئے ہے۔ اور ہر قوم کے لئے ہے اس کا پیغام کسی طرح بھی ایک قوم اور زمانہ تک محدود نہیں رہ سکتا۔ یہ صحیفۂ الٰہی ہر زمانہ کی ترقی کا ساتھ دیتا ہے۔ اور ہر قوم کی عملی مشکلات کو سلجھاتا ہے۔

استفساراً" ارشاد ہوا' مثلاً؟

میں نے مثال کی غرض سے عرض کیا کہ نظام بطلیموسی کی رو سے تمام ہیئت دان یہ مانتے تھے کہ سورج ساکن ہے اور دوسرے تمام اجرام فلکی اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔ لیکن قرآن حکیم نے آکر یہ دعویٰ کیا کہ "الشمش تجری لمستقرلھا" یعنی سورج اپنی جائے قیام کی طرف بڑھ رہا ہے۔

جب ہیئت دانوں نے یہ دعویٰ سنا تو وہ یہ طعنہ دینے لگے کہ یہ ہے مسلمانوں کا خدا جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ سورج ساکن ہے یا متحرک' کم و بیش ساڑھے بارہ سو سال تک مسلمانوں کو یہ طعنہ ملتا رہا۔ لیکن کسی مرد خدا

Marfat.com

کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ عملی تجربہ کے ذریعہ قرآن حکیم کی سچائی کے لئے ثبوت فراہم کر دیتا۔ حالانکہ ان کے علوم و فنون سے آج بھی مغرب اپنی تشنگی دور کر رہا ہے۔

آخر اس کی توفیق ملی تو ایک غیر مسلم جرمنی کے "ہرشل" کو جسے ہم اپنی اصطلاح میں کافر کہتے ہیں اس نے آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے مسلسل تجربات کر کے ثابت کر دیا کہ سورج بھی حرکت پذیر ہے لیکن اس کی حرکت نہیں جو دیگر اجرام فلکی کی ہے۔ لہٰذا آیت خود بخود محکم ہو گئی۔

جب میں یہ عرض کر چکا اور سکوت اختیار کر لیا تو حضرت صاحب نے اپنی نظروں کو بلند کیا اور فرمایا۔ کچھ اور بیان کرنا ہے یا بس' میں نے عرض کیا بس حضور۔

اس کے بعد آپ نے نہایت متانت سے لب کشائی فرمائی اور یوں گویا ہوئے۔ "بات کے دو پہلو پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ غیر مسلم کو توفیق کیوں ملی مسلمان کو کیوں نہیں ملی دوسرا یہ کہ سورج اپنی حیثیت سے اس قابل ہے بھی کہ نہیں کہ وہ ساکن رہ سکے پہلی شق کا جواب قانون شہادت کے تحت ہے اور دوسری کا تصوف کے تحت۔

قانون شہادت کی رو سے شہادت ہمیشہ غیر کی معتبر ہوتی ہے۔ اپنے کی نہیں۔ لہٰذا اگر تمام اکابرین امت بھی مل کر قرآن حکیم کے نظریہ کی تائید کرتے تو بطلیموسی نظریہ کو نہ جھٹلا سکتے۔ وہ اس لئے کہ مسلم اور غیر مسلم ہیئت داں دو گروہوں میں بٹ جاتے۔ مسلمان حقیقت بیان کرتے اور غیر مسلم جس طرح ہٹ سے قرآن کریم کی دوسری صداقتوں کو صحیح جان کر بھی عملاً" تسلیم نہیں کرتے اسی طرح اس نظریہ کو بھی رد ہی کئے جاتے اب اس

کی شہادت غیر شعوری طور پر ایک غیر مسلم نے فراہم کر دی ہے۔ لہٰذا سرے سے پہلے نظریہ ہی تبدیل ہو گیا ہے۔ اللہ کے نزدیک "ہرشل" ہو یا کوئی مسلمان اس کے سب بندے ہیں جس بندے سے جس طرح مناسب سمجھتا ہے کام لے لیتا ہے۔

دوسری شق کے سلسلہ میں یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ایک مطلوب ہے اور باقی کائنات کی ہر شئے اس کی طالب ہے اس مقام پر ذرا سکوت فرما کر ارشاد ہوا آپ جانتے ہیں وہ مطلوب کون ہے پھر خود ہی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا وہ مطلوب انسان ہے' لہٰذا ہر شے اس کی تلاش میں ہے اور اس کے گرد چکر کاٹ رہی ہے اس طرح مطلوب ہر شئے (ہر طالب) سے متمتع ہو رہا ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ طالب کبھی ساکن نہیں رہ سکتا۔ اس لئے سورج کو کائنات میں جزو کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیسے ساکن رہ سکتا ہے اس حقیقت کی رو سے بطلیموس کا نظریہ پہلے ہی بنیادی خامی کا حامل تھا۔ اسے رد ہونا ہی چاہئے تھا۔

اس کے بعد صانع فطرت نے انسان کو طالب بنایا اور خود مطلوب بن گیا۔ لہٰذا انسان اس کی طلب میں لگا ہوا ہے۔ اور متحرک ہے' جب تک اس صحیح اور وضعی صورت میں نظام چلتا رہتا ہے تو انسان "احسن تقویم" بنا رہتا ہے اور حضرت جلال الدین رومیؒ کے الفاظ میں کہتا رہتا ہے۔

ما ز فلک بر تریم' وز ملک افزوں تریم
زیں دو چرا نگذریم' منزل کبریاست

جب وہ اپنی نادانی اور کم فہمی سے اپنی طالب کسی شئے کا خود طالب ہو جاتا ہے تو صورت حال منقلب ہو جاتی ہے طالب مطلوب ہو جاتا ہے۔ اور

مطوب طالب ہو جاتا ہے یعنی خادم مخدوم اور مخدوم خادم بن جاتا ہے اور یہ بہت ہی حسرت و افسوس کا مقام ہوتا ہے۔ اس وقت اس کی پستی کی انتہا ہو جاتی ہے اور اس پر زد ذتو لسفل سافلین کا مقام آ جاتا ہے اور محنت و مشقت اس کا مقدر ہو جاتی ہے۔ اس وقت یہ پکارنا چاہتا ہے لیکن اس کی چیخیں اور کراہیں گلے میں اٹک کر رہ جاتی ہیں۔ پھر یہ تمام اباطیل کے سہارے لینا چاہتا ہے لیکن حق اور حقیقت کے مقابلے میں کون کسی کی مدد کر سکتا ہے۔

لہٰذا ہر ذی فہم انسان کو یہی مشورہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے مطلوب ہی کی طلب میں لگا رہے۔ دنیا اور اس کے متعلقات کی طرف اس طرح نظر نہ کرے کہ اس کا مطلوب اس کی نظر سے اوجھل ہو جائے۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

حضوری گر ہمیں از و غائب مشو حافظ

متی ما تلق من تہوا دع الدنیا وا مہلہا

جب یہ سلسلۂ گفتگو ختم ہوا تو میں حیران رہ گیا' اب یہ بات سمجھ میں آئی کہ ولی نا آشنائے علم نہیں ہوتا' علم اسے کہتے ہیں' محض کتاب و شنید ہی کا نام علم نہیں ہے۔

اس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا' فکر نہ کرو تمہاری دلی خواہش یہاں سے پوری کر دی جائے گی۔ اور ہوا بھی یہی ابھی بیعت کئے ہوئے دس روز بھی نہیں گذرنے پائے تھے کہ کام جس کا میں دس سال کا منصوبہ بنائے بیٹھا تھا دس دن میں تکمیل پذیر ہو گیا اس عطا سے متاثر ہو کر میں نے نظم لکھی جو آئندہ صفحات پر درج ہے۔

Marfat.com

مرشد کامل

طلوع فکر سے ہوتی نہ تھی رنگین سحراب تک
منور نور سے ہوتے نہ تھے یہ بام و در اب تک

تعین کر نہ سکتی تھی نظر کچھ علم و عرفاں کا
مطالب کے لئے سمجھا کیے زیر و زبر اب تک

عطائے علم ظاہر تو فقط نور بصارت تھا
نظر اپنی بصیرت سے نہیں تھی معتبر اب تک

کتابی علم سے ممکن نہ تھی تکمیل وجدانی
کوئی رہبر اگر ملتا تو مل جاتی ڈگر اب تک

حجاب عظمت حق تک پہنچ کر سہم جاتے تھے
نگاہ شوق کا محور رہے شمس و قمر اب تک

جدا رہ کر حقیقت سے گنوا دی عمر مکتب میں
اگر عرفان پا لیتے تو مل جاتا ثمر اب تک

Marfat.com

نظر کی کار فرمائی سے ہم غافل رہے صد حیف
اگر جذب دروں پاتے نہیں رہتی کسر اب تک

بہت دشوار تھا اپنا حقیقت آشنا ہونا
خرد کی نارسائی تھی الجھتی تھی نظر اب تک

ہزاروں ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں روح پر اپنی
سخن سازی کی دھن میں تھے نہ تھی دل کی جزا اب تک

حقیقت آشنا منزل بڑھتے جاتے تھے
ہمیں غافل رہے پہنچے نہیں ان تک مگر اب تک

عطائے حق نے بڑھ کر رہبری کر دی حقیقت تک
یہ ان سے ایک احسان ہے ہوئے ہیں جس قدر اب تک

مس ناقص کو بخشے زر کی صورت اک توجہ سے
نہیں دیکھا تھا عالم میں نظر کا یہ ہنر اب تک

رگ و پے میں سرایت کر رہا ہے نور کی مانند
صحافی مرشد کامل کی باتوں کا اثر اب تک

○

Marfat.com

میری عقیدت میں اس وقت اور اضافہ ہو گیا جب مجھے حضور نے اپنے لطف خاص سے ایک طویل عرصہ تک اپنی خدمت میں رہنے کا شرف بخش دیا۔

عموماً" ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی بزرگ شخصیت کے ساتھ شب و روز اس طرح رہا جائے کہ اس کی خلوت و جلوت نظر میں رہے تو حقیقت نہ ہونے کی صورت میں اختیاط کی تمام بندشیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں اور کچھ ایسی خامیاں علم میں آ جاتی ہیں کہ انہیں انسانی کمزوریاں کہنے کے سوا اور کسی طرح نظر انداز کیا ہی نہیں جا سکتا۔ لیکن یہاں بالکل مختلف کیفیت نظر آئی۔ ہمارے شیخ کی سرے سے کوئی خلوت ہے ہی نہیں۔ سب جلوت ہی جلوت اور خلوت ہو بھی کیوں۔ جب اچھے کام کرنے ہوں اور دوسروں کو مثال بن کے دکھانا ہو تو ان کا اخفا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہ شراب حقیقت ہے جو چھپ کر نہیں ببانگ چنگ پینے کا حکم ہے۔

میں نے حضور کے ساتھ رہ کر ان کی تمام حرکات و سکنات میں علم کو جلوہ گر پایا ہے۔ آپ قول سے، عمل سے، علم سے اور اخلاص سے ہر طرح عالم ہیں، اور خلق خدا سے جو محبت و شفقت ہے۔ اسے بیان کرنا الفاظ کے بس کی بات نہیں ہے۔

بہرحال یہ مقام شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندۂ ناچیز کو اس مقدس، ہستی کی قدمبوسی کا شرف عطا فرمایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش قدم پر اپنے قدم رکھ کر منزل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ یہ میری زندگی بھر کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف عطا فرمائے جو اس کی مخلوق سے خود والہانہ محبت کرتا ہو اور اسی کا درس دیتا ہو۔

بمقام انفنٹری روڈ، لاہور

مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء　　　　ابو مسلم صحافی

Marfat.com

استفسارات و جوابات

اللہ اور بندے کا تعلق

سوال: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے پاک رہا جا سکتا ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اپنا ہو کر نہ رہے' صرف اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے ساتھ باوضو رہنا کیا ہے۔

جواب: **ما اتکم الرسول فخذ وہ و ما نھکم عنہ فانتھو** (سورۂ حشر) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے منع ہو جاؤ اس کی شہادت کے لئے زبان کا برائیوں سے پاک ہونا اور ہاتھ کا امین ہونا نہایت ضروری ہے۔

سوال: قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ کیوں کہا گیا ہے۔

جواب: مومن کا دل دلبر کا ہوتا ہے جب دل دلبر (اللہ تعالیٰ) کا ہو گا تو

Marfat.com

وہ یقیناً کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر عرش الٰہی ہی ہو سکتا ہے۔ اور جس دل کو ایمان کی دولت میسر نہیں ہو گی وہ محض ایک گوشت کا لوتھڑا ہو گا' اور بس۔ وہ اس لئے کہ دل نام کی شئے حیوانوں میں بھی موجود ہے۔

سوال: **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** کیا ہے۔

جواب: **تخلقوا باخلاق اللہ** جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا پکڑتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچ جاتا ہے۔

سوال: اللہ کے بندے کی تعریف کیا ہے۔

جواب: اللہ کا بندہ ماسوائے اللہ سے کچھ نہیں چاہتا۔ اس کا لینا اور دینا اللہ تعالیٰ سے ہو گا' اور اس کا چلنا پھرنا۔ کھانا پینا سونا جاگنا اور اٹھنا بیٹھنا سب محبوب ﷺ کے نقش قدم کے مطابق ہو گا۔

سوال: بندگی کی شرط کیا ہے۔

جواب: بندگی کی شرط یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا چاہتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہے گا تو بندگی یعنی عبادت ہے ورنہ نیک عادت ہے۔

سوال: کبریا سے ملنے کا کیا طریقہ ہے۔

جواب: جن سے کبر دور ہو جاتا ہے انہیں کبریا مل جاتا ہے۔

سوال: گناہ کی تشریح فرمائی جائے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز میں مبتلا ہو جانا گناہ ہے۔

سوال: کیا برے آدمی سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

جواب: برے آدمی کی بری صفت سے دور رہنا چاہئے۔ لیکن برے

Marfat.com

کے قریب ہو کر اسے برائی سے بچانا اہل حق پر فرض ہے۔ اگر آپ بڑے کے قریب ہو کر اس پر اپنے اخلاق حسنہ کا پر تو ڈال کر اور اسے برائی سے متنفر کر کے راہ راست پر نہ لاسکے تو آپ مقصود سے دور رہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ جوابدہ ہوں گے۔

سوال: شرک خفی کیا ہے۔

جواب: مسبب کے بجائے کسی سبب پر انحصار کرنے کو شرک خفی کہتے ہیں، کسی بھی حالت میں کسی سبب پر انحصار کر بیٹھنا یہ سخت نادانی ہے۔ انحصار کے قابل تو وہ ذات واحدہٗ لاشریک ہی ہے جس نے پالنے اور علم سے پالنے کا وعدہ کیا ہے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اگر مخلوق اللہ سے معاملہ رکھا جائے گا تو وہ شرک سے پاک ہو گا۔ اور اگر غرض وغائیت (مادی) کو پیش نظر رکھ کر مخلوق اللہ سے معاملہ رکھا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک خفی اور اس کے محبوب ﷺ کے ساتھ شرک جلی ہو گا۔

جس سبب کا نتیجہ رب ہو، وہ سبب کامل ہے اور جس سبب کا نتیجہ دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے۔

اس مقام پر یہ غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہئے کہ بزرگان دین سبب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے ▪ وسیلہ اور وصال کا دروازہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا اور کوئی راستہ ہی نہیں رکھا، بلاشبہ ساری کائنات کی بسم اللہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اور دین

بزرگان دین سے ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا کیا معنی رکھتا ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہنے کے معنی نکلتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام کیا ہے۔

جواب: حدیث قدسی ہے، جسے میں سب سے بڑا انعام عطا کرتا ہوں اسے اپنے علم کی سمجھ عطا کر دیتا ہوں، یعنی اسے علم بھی عطا ہوتا ہے اور اسے سمجھنے کی توفیق بھی۔

سوال: ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تشریح فرمائیں۔ اس آیت کریمہ کی عملی صورت کیا ہے۔

جواب: اس مقام پر وضاحت کے طور پر یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بندگی کا قاعدہ کلیہ یہ رکھا ہے کہ بندگی کرنے والا پہلے اس کا ہو جائے تو بندگی یعنی عبادت ہے ورنہ نیک عادت ہے اور نیک عادت کو ہمیشہ خطرہ لاحق رہتا ہے۔

جو بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور جو مدد وہ مانگتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اس مرحلہ پر یہ جان لینا نہایت ضروری ہے کہ بندگی حال ہے، اور مدد مستقبل ہے اسی طرح بندگی دعویٰ اور مدد شہادت ہے جس کا حال درست ہو گا اس کا مستقبل بھی درست ہو گا، اور جس کا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہو گا اس کی شہادت بھی صحیح ہو گی۔ اسے کم علمی اور نادانی ہی کہا جاسکتا ہے کہ جس بندہ کا اللہ تعالیٰ ہو جائے وہ کسی اور سے مدد مانگنے

لگے۔ اگر بندگی کا دعویٰ صحت پر مبنی ہے' تو مدد بھی اپنے حقیقی آقا ہی سے مانگنی چاہیئے جو بندہ اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے وہ اس کے بندوں کے لئے عرض و غائیت سے پاک ہو جاتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب ﷺ اور اپنے بندوں سے غرض و غائیت سے پاک ہے۔ لہٰذا وہ اسے اپنا خصوصی تقرب عطا فرما دیتا ہے اور اس کی ہر مدد کو ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔ خواہ وہ اس کی خواہش کرے یا نہ کرے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مفہوم کیا ہے اور اس کا مقام کیا ہے۔

جواب: صلواۃ و سلام اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے محبوب ﷺ پر' اس کا مقام محبوبؐ ﷺ کا قدم ہے۔

وضاحت۔ یہاں یہ جان لینا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ پر صلواۃ و سلام بھیجنا مخلوق کی طرح محض قول سے نہیں ہے وہ اپنے پیارے پر اپنی پاک جماعت یعنی فرشتوں کے ساتھ عملی طور پر صلواۃ و سلام بھیجتا ہے وہ ملائیکہ کو حکم دیتا ہے کہ محبوب ﷺ اور اس کی اتباع کرنے والوں پر انوار' رحمتوں اور برکتوں کی بارش کر دو' اور ایسا ہی ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مرکزی مقام قیامت تک کے لئے وہ اہل حق قرار پاتے ہیں جو اس کے محبوب ﷺ کے نقوش قدم پر قدم رکھ کر راہ حق میں آگے بڑھتے ہیں۔ اور انہیں

خود حضور علیہ السلام کے نقش قدم ۔ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

جب یہ اہل حق اپنے اہل حلقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں تو ان پر اور ان کے اہل حلقہ پر برکات الٰہیہ بارش کی صورت میں نازل ہونی شروع ہو جاتی ہیں' اور سب کو بغیر مانگے بحصہ مساری تقسیم ہو جاتی ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے کا کرم ہے کہ ثنا خواں محبوب ﷺ کی جن صفات کو دیکھ لیتا ہے اور ان کا ذکر کرنے لگتا ہے وہی صفات اسے عطا ہو جاتی ہیں اس مقام پر کہا گیا ہے۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ما ایم میان دو کریم

اسلام اور ملکیت

سوال: اسلام میں ملکیت کا تصور کیا ہے۔

جواب: ایاک نعبد (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں)

۔ محبوبؐ کے قدم کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ کہ آپؐ کے قدم کو تمام علوم کا معدن قرار دے دیا ہے اس لحاظ سے علم حضورؐ کے قدم کی صفت ہے اور بزرگان دین کا قدم شریعت اور ان کا نقش قدم طریقت ہے۔ اس مقام پر یہ بھی واضح رہے کہ شریعت قدم کی ابتدا ہے۔ معرفت قدم کی انتہا ہے اور حقیقت قدیم ہے۔

وضاحت: یہ کہہ کہ ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ عزو جل کے عبد ~ ہیں ظاہر ہے کہ عبد کی ذاتی ملکیت کوئی نہیں ہوتی اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اسی کی ملکیت ہوتا ہے جس کی وہ خود ملکیت ہوتا ہے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مالک کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ سب عبد کا ہوتا ہے اس میں سے ایک رتی بھی کم نہیں ہوتا۔
لہٰذا اسلامی تصور حیات میں فرد (بحیثیت عبد) اتنا ہی محفوظ ہے جتنا اس کا آقا (پالنے والا) ہوتا ہے۔

اہل حق' حق' نور اور حقائق وغیرہ

سوال: اہل حق کی تعریف کیا ہے

جواب: جن کے شیوۂ صبر پر حرام اور شیوۂ شکر پر حلال غالب نہ آسکے۔

وضاحت: جب حدود شرعی کے اندر رہ کر حرام کھانا جائز ہو جائے تو اہل حق اس وقت بھی دامن صبر کو تھامے رہتے اور حرام و حلال میں تمیز برقرار رکھتے ہیں۔
شیوۂ شکر پر حلال غالب نہ آسکنا یہ ہے کہ جب حلال کمائی میں سے بطور شکر حق خیرات' زکوٰۃ اور صدقہ وغیرہ نکلتا ہو تو فوراً" ادا کر دیتے

~ غلام

Marfat.com

ہیں۔ اور انہیں کوئی لالچ دامن گیر نہیں ہوتا۔ یوم السبت ؎ کے حیلوں سے ہمیشہ بچتے ہیں۔

سوال: اہل حق کے درجات کیا ہیں۔

جواب: ذاکر سے عامل ہوتا ہے عامل سے کامل ہوتا ہے' کامل سے مکمل ہوتا ہے اور مکمل سے اکمل ہوتا ہے۔ مجذوب مکمل ہوتا ہے اور سرمست اکمل ہوتا ہے۔

سوال: اہل حق کے نزدیک مرد کی کیا تعریف ہے۔

جواب: درد سے مرد بنتا ہے درد نہ ہو تو مرد نہیں۔

سوال: اہل حق کے نزدیک سچے کی پہچان کیا ہے۔

جواب: جو شخص سچا ہو جاتا ہے اس کی خلوت اور جلوت ایک ہو جاتی ہو۔ وہ اس لئے کہ ایسا شخص صاحب حقیقت ہو جاتا ہے اور حقیقت حق سے ہے اور حق حق والوں سے۔

سوال: عام لوگوں اور اہل حق میں کیا فرق ہے۔

جواب: عام لوگ کھانے پینے' پہننے اوڑھنے اور حرص و ہوا کے متوالے ہوتے ہیں' ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں فانی ہیں۔ اس لئے فنا

؎ یہود سے اللہ تعالیٰ اس لئے بھی ناراض تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ادائی میں مکرو حیلہ سے کام لے لیا کرتے تھے۔ "یوم السبت" کا واقعہ ان میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار مت کیا کرو۔ لیکن ان کے امتحان کی غرض سے اسی دن دریا میں مچھلیاں کثرت سے آنے لگیں۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے ہفتہ کو دریا میں بند لگانا شروع کر دیا اور اتوار کو مچھلیاں پکڑنی شروع کر دیں جو ہفتہ کو شکار کرنے کے مترادف تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور انہیں تنبیہہ فرمائی۔

Marfat.com

ان کے لئے مقدر ہو جاتی ہے۔ اللہ والے حسب ضرورت دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے لگے رہتے ہیں جو باقی ہے اس لئے فنا ان پر اثر انداز نہیں ہوتی اور باقی ہو جاتے ہیں اور باقی باللہ ہو جاتے ہیں۔

سوال: اہل حق کے نزدیک طمع کیا ہے۔

جواب: مومن کوئی کام کرے اسے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اس عمل سے دوری پیدا ہوتی ہے یا حضوری، اگر دوری پیدا ہو تو یہ طمع ہو گی اور اگر اس کے برعکس حضوری پیدا ہو تو اس کے معنی منظوری (اخلاص) کے نکلیں گے، چاہئے عمل کی کوئی صورت ہی کیوں نہ ہو۔

واضح رہے کہ اگر دوری ہو گی تو نفس مترجم ہو گا، اور اگر حضوری ہو گی تو قرآن حکیم شاہد ہو گا۔

سوال: کیا طمع کی موجودگی میں اہل حق کا ساتھ دیا جاسکتا ہے۔

جواب: طمع کے تین حروف ہیں اور تینوں خالی یعنی ان میں سے کوئی بھی نقطہ کا حامل نہیں ہے۔ اس لئے یہ خیر نہیں غیر ہے اللہ تعالیٰ کے بھرے خزانہ میں سے ان کے ذریعہ کچھ نہیں حاصل کیا جاسکتا۔ کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ نے حاصل کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں رکھی۔ اس بارہ میں کسی نے یہ نہایت درست کہا۔

طمع راسہ حرف ست دہرسہ تہی

سوال: آپ کے نزدیک اہل حق کا مسلک کیا ہے۔

جواب: سنت، محبوب ﷺ کی سنت۔

اس کی وضاحت کے لئے یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے کہ

Marfat.com

سنت کے اتباع کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اس کے بغیر فرض کی ادائی بھی غیر ممکن ہے سجدہ فرض ہے اور وضو سنت ہے' اگر وضو نہ کیا جائے تو سجدہ کی ادائی اور کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے۔

سجدہ کے تین مقام ہیں شریعت کی رو سے طریقت کی رو سے اور حقیقت کی رو سے۔ اسی طرح وضو کے تین مقام ہیں شریعت کی رو سے طریقت کی رو سے۔ اور حقیقت کی رو سے ان مقامات تک پہنچانا بزرگان دین ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں۔

سوال : کیا گروہ بندی کسی حیثیت سے بھی اہل حق کے لئے مفید مطلب ہوسکتی ہے۔

جواب : گروہ بندی ہمیشہ غرض و غایت کے تحت ہوتی ہے اور اہل حق غرض و غایت سے پاک رہتے ہیں۔ لہٰذا انہیں کسی مقام پر بھی گرہ بندی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ان کا گروہ وہی ہے جس کے سربراہ خدا کے محبوب ﷺ ہیں۔ اور ان کی آخری منزل حق صرف حق ہے واضح رہے' حقیقت اسلام ہے اور اسلام ہی سے سلامتی ہے۔

سوال: حق تک پہنچنے کے لئے کن مراحل سے گزرنا ضروری ہے۔

جواب : حق بزرگان دین کے قدم سے ہے اور حقیقت بزرگان دین کے عمل سے معرفت بزرگان دین کے اخلاص سے اور اخلاص مخلوق سے ہے۔ یعنی خلق اللہ کے ساتھ اخلاص برتا جائے۔

سوال : حق و باطل میں امتیاز کی مکمل وضاحت فرمائی جائے یہ کیسے

Marfat.com

ہوتا ہے۔

جواب: ماسوا اللہ کے ہر شے باطل ہے لہٰذا قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ تمہارے ماں باپ بیوی بچے، کاروبار وغیرہ اگر تمہیں راہ حق میں آگے بڑھنے سے روکتے ہیں تو ٹھہرو عذاب الٰہی آئے اور ان سب کو ختم کر دے یعنی اس لحاظ سے دنیا کے تمام مقدس رشتے بھی ماسوا اللہ میں داخل ہیں حتیٰ کہ اپنا وجود بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے جو ماسوا اللہ سے پاک رہے ▪ راہ راست پر ہے اور حق اس کے ساتھ ہے چنانچہ لبید جس کا احترام حضور ﷺ خود فرماتے تھے ▪ کہتا ہے۔

الا کل شیئی ما خلا اللہ باطل

(خبردار! خدا کے سوا ہر شے باطل ہے)

سوال: نور الٰہی کی تعریف کیا ہے۔

جواب: جس نور کے دو شاہد موجود ہوں "خوف" اور "رجا" اسے بزرگان دین نور الٰہی فرماتے ہیں۔ جس کے دو شاہد موجود نہ ہوں ان کے نزدیک وہ نور الٰہی نہیں ہے۔ جو اس کے ماسوا ہو گا ▪ علم کسب سے ہو گا اور اس میں تغیر و تبدیل ہوتا رہے گا۔ اور نور الٰہی کے لئے شرط اول ہے کہ اس میں کسی قسم کا تغیر تبدیل نہ ہو۔

سوال: نور کی تقسیم کیا ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نور اتر رہا ہے وہ باران رحمت کی

ے یہاں نور الٰہی سے مراد علم الٰہی یا ہدایت ہے۔ اسے علم حقیقی بھی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

شکل میں سب کے لئے ایک ہی اتر رہا ہے اور اس کی تقسیم نیت پر ہو رہی ہے وہی ایک نور مسلمان کو مسلمان ہونے کی برتری عطا کرتا ہے۔ اور وہی مومن کو مومن ہونے کی بلندی بخشتا ہے اسی نور سے اولیاء اپنے نقطہء عروج پر پہنچتے ہیں اور اسی سے کافر اور منافق اپنی خباثت کی انتہا کو پاتے ہیں اسی لئے کہا گیا ہے الاعمال بالنیات۔

سوال: حقائق کی ابتدا کیا ہے۔

جواب: مسلمان کا ہاتھ امین اور زبان برائی سے پاک ہو۔

سوال: حقائق کی انتہا کیا ہے۔

جواب: مسلمان اللہ تعالیٰ کے لئے پاک اور محبوب ﷺ کیلئے باوضو رہے' اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے اور اس کے محبوب ﷺ پر درود اور صلواۃ و سلام جاری و ساری رکھے۔ اس کی شہادت ہاتھ کو امین اور زبان کو برائیون سے پاک رکھ کر دے۔

سوال: راہ حقیقت میں نیستی کیا ہے۔

جواب: مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بے چون و چرا تسلیم کرے خواہ وہ اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے' نیستی اس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے نیست ہو جائے۔

سوال: بے حقیقت کون ہوتا ہے۔

جواب: جس کو حالات بدل دیتے ہیں۔

سوال: باحقیقت کون ہوتا ہے۔

جواب: جو (اللہ تعالیٰ کی رضا پر قائم رہ کر) حالات کو بدل دیتا ہے۔

Marfat.com

سوال: کیا اہل تصوف اور اہل حق میں کوئی فرق ہے۔

جواب: ہاں ہے' اہل تصوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ کتاب و شنید سے بھی تعلق رکھتے ہیں' یہ بات دیگر مذاہب والوں میں بھی ہوتی ہے' ان کے راہب کتاب و شنید (جو نتیجہ ہے مفروضوں کا) اللہ تعالیٰ سے مانوس ہوتے ہیں' یہ طریقہ راہ حق کو پرخار اور الجھا ہوا بنا دیتا ہے۔ لہٰذا۔

بندۂ تخمین و ظن کرم کتابی تو نہ بن

دین حق کا سلجھا ہوا راستہ وہی ہے جس کی طرف خود حق نے رہنمائی کی ہو' اور یہ ہوتی ہے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعہ۔ لہٰذا اہل حق دین حق کو اپنی اساس بناتے ہیں۔ وہ اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ پانچ وقت' سات وقت اور ہر وقت باوضو رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کی زبان برائیوں سے پاک اور ہاتھ امین رہتا ہے مزید براں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک بھی رہتے ہیں واضح رہے کہ خلق خدا سے بے غرض و غائیت رہنا اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا ہے۔

چونکہ اہل حق حقیقت آشنا ہوتے ہیں' اس لئے وہ باحقیقت کہلاتے ہیں' واضح رہے کہ باحقیقت زندہ اور بے حقیقت مردہ ہوتا ہے جو شخص کتاب و شنید میں الجھا رہے گا وہ بے حقیقت رہے گا' اور جو حق والوں سے لگ جائے گا اسے حق عطا ہو جائے گا اور کتاب و شنید اس کی شاہد ہو جائے گی۔ اس مقام پر سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

قلب جے ہلیا تاں کی ہویا کی ہویا ذکر زبانی ہو
روحی، قلبی، خفی، سری سبھے راہ حیرانی ہو

ترجمہ، اگر قلب جاری بھی ہو جائے تو یہ محض زبانی ذکر سے ہو گا، روحی، قلبی، خفی، سری یہ سب تصوف کی اصطلاحیں راہ حق میں حیرانی و پریشانی پیدا کرتی ہیں یعنی ان سے حقیقت کی راہیں استوار نہیں ہوتیں۔ اور حقیقت کیا ہے؟ وہ پاکی ہے۔

بزرگان دین اور مخلوق

سوال: بزرگان دین کی حاضری میں کیسے بیٹھا جائے۔

جواب: چونکہ بزرگان دین کی حاضری میں حضوری کا مقام ہوتا ہے اس لئے خاموش رہنا چاہئے بولنے سے مقام عطا نہیں ہوسکے گا۔

سوال: بزرگان دین کے آنے کا منشا کیا ہے۔

جواب: خلق اللہ کو غرض و غایت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل کیا جائے، صرف یہی منشا ہے اور کوئی نہیں۔

سوال: بزرگان دین کی نظر میں عقیدہ کیا ہے۔

جواب: اہل طریقت کے نزدیک عقیدہ ایک مقام کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو عطا کیا ہوا ہے جو ان سے پیار کرتا ہے اسے عقیدہ بھی عطا ہو جاتا ہے اور مقام بھی۔

عقیدہ کتاب اور شنید سے تعلق نہیں رکھتا۔ اگر عقیدہ کا تعلق اس سے ہوتا تو ساری کائنات کا ایک ہی عقیدہ ہوتا۔

Marfat.com

اہل حقیقت کے نزدیک عقیدہ کے معنی محبت کے نکلتے ہیں' اور محبت کا تعلق عمل سے ہوتا ہے قول سے نہیں ہوتا جو لوگ قول کو عقیدہ سمجھتے ہیں وہ اہل حقیقت کے نزدیک حقیقت سے بہت دور رہتے ہیں۔ اس لئے ارشاد باری ہوتا ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامرمنکم ظاہر ہے کہ اطاعت عمل سے ہوتی ہے۔ محض زبانی اقرار سے نہیں۔

سوال: بزرگان دین کی طرف کیا ہے۔

جواب: بزرگان دین کے قول کو تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے قول سے۔

- ○ بزرگان دین کے وجود کو اعمال کا مرکز تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے اعمال سے۔
- ○ بزرگان دین کے دل کو اللہ تعالیٰ کے علم کا محور تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے علم سے۔
- ○ بزرگان دین کے اخلاص کو سرچشمہء فیض تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے مولا سے۔

واضح رہے کہ جس صاحب کے یہ چاروں مقام پورے ہو جاتے ہیں ان کی ایک طرف بن جاتی ہے اور یہی طرف معنوی حیثیت سے بزرگان دین کی طرف ہے اور بزرگان دین کی طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی طرف ہے۔

لہٰذا قرآن پاک کو جاننا ہو تو بزرگان دین کو جانو' اگر بزرگان دین کو نہ جانا جائے گا تو قرآن پاک کا جاننا محض انسانی ناقص علم سے ہو گا' اس کی وضاحت کے لئے یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ انسان حادث ہے اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور قدیم ہے۔ اس اصول

Marfat.com

کے تحت انسان کا قرآن حکیم کو اپنے ذاتی علم سے جاننا حادث علم سے ہو گا قدیم سے نہیں ہو گا' قدیم علم بزرگان دین کے قدم ہی سے حاصل ہوتا ہے وہ اس لئے کہ بزرگان دین خدا کے رسول ﷺ کے نقش قدم پر گامزن ہوتے ہیں' اور خدا کے رسول ﷺ کا قدم سوائے خدا کے اور کسی طرف نہیں بڑھتا۔

پس بزرگان دین کو جاننا قرآن پاک کو جاننا ہے۔ ان کے قول کو سننا قرآن پاک کو سننا ہے۔ لہٰذا اس مقام پر کسی صاحب حال بزرگ نے کہا ہے۔

معنیٔ قرآں ہم ہیں قرآں بیاں ہمارا

سوال: بزرگان دین برے کو برا کیوں نہیں کہنے دیتے۔

جواب: وہ اس لئے کہ کوئی شے وضعی طور پر بری نہیں ہوتی۔ کسی مقام پر وہ بری ہوتی ہے اور کسی پر اچھی' اچھے مقام پر پہنچ کر ہر شئے اچھی ہو جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اگر کسی شے کو برا کہو گے تو معنوی اعتبار سے اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہو گا جو ہر شے کا خالق ہے البتہ کسی ضرر رساں شئے کا (جس کا استعمال اس کے محل کے مطابق نہ ہو) عادی ہو جانا برا ہے۔

سوال: بزرگان دین کن لوگوں کو تحفظ دیتے ہیں۔

جواب: ان کی طرف سے انہی کو بچایا جاتا ہے جو برے اعمال سے بچتے ہیں۔ یا بچے ہوؤں کے ساتھ رہتے ہیں۔

سوال: کیا بزرگان دین کا خیالی تصور باندھنا چاہئے۔

جواب: جو لوگ بزرگان دین کا خیالی تصور باندھتے ہیں ان کا عمل

Marfat.com

ناقص ہوتا ہے بزرگان دین کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے عمل کی صورت سے اتارا ہے۔ لہٰذا بزرگان دین کے دل کو اللہ تعالیٰ کا علم جاننا چاہئے تصور کوئی عملی صورت نہیں ہے اور نہ اسے علم کا مقام حاصل ہے' جس فعل کو شریعت' طریقت اور حقیقت کی رو سے علم و عمل کا درجہ حاصل نہ ہو وہ کار عبث ہوتا ہے اور سالک کے لئے کسی کار عبث کا کرنا قطعاً" منع ہے۔

سوال : مخلوق کی کتنی قسمیں ہیں' اور ان کے بارے میں بزرگان دین کی کیا کیا رائے ہے۔

جواب : بزرگان دین کے نزدیک مخلوق میں۔ تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور راتوں کو بارہ بجے تک پھرتے رہتے ہیں ان کے لئے حکم ہے کہ انہیں سلا دو' وہ اس لئے کہ وہ وقت محبان الٰہی کے اٹھنے کا ہوتا ہے لہٰذا انہیں گہری نیند سلا دیا جاتا ہے۔ یہ بدبخت انسان ہوتے ہیں بدبخت انسان کی علامت یہ ہے کہ وہ بستر سے اس وقت اٹھتا ہے جب دن کافی چڑھ جاتا ہے۔

دوسرے محبان الٰہی ہیں جنہیں آدھی یا دو تہائی رات گئے جگا دیا جاتا ہے ان کا اٹھنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے۔ تیسرے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ان کے لئے حکم ہوتا ہے کہ ان کے کروٹ بدل دو وہ جب بھی اٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کا اٹھنا محبوب ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب سب سے پہلے

ـــ سورۂ مزمل اس کی شاہد ہے

اٹھتا ہے وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب سب سے اول ہے اور سب سے آخر ہے۔

سوال: مخلوق سے حسن سلوک کا کیا طریقہ ہونا چاہئے۔

جواب : موجود کی خبر لو۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں چلا جائے اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگ جاتا ہے اسے حق تعالیٰ سے وہ صفات عطا ہو جاتی ہیں جو اس نے اپنے محبوب ﷺ کو مرحمت فرمائی ہیں۔ چونکہ وہ صفات موجود رہنے والی ہیں اس لئے وہ انسان بھی معنوی اعتبار سے موجود رہتا ہے۔ بالفاظ دیگر اگر صفات موجود رہیں تو صفات والا بھی موجود رہتا ہے۔

باصفت کی صفت کو جو پا لیتا ہے وہ جس کی وہ صفت ہے دونوں ایک جگہ پائے جاتے ہیں خواہ ان دونوں کے درمیان زمانہ کا اور فاصلہ کا کتنا ہی بعد کیوں نہ ہو' علاوہ ازیں صفت پانے والا جس وقت کسی صفت میں حلول کر جاتا ہے تو وہ مجسم وہی بن جاتا ہے جس کی وہ صفت ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ پاک ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک سے ہو جاتا ہے اس انسان کی کثافت والی سب صفات

سہ تقدس مآب اعلیٰ حضرت سلطان الحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک ہونے کا یہ طریقہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی بھلائی کے سلسلہ میں اس (مخلوق) سے کوئی غرض وابستہ نہیں رکھتا۔ لہٰذا جو انسان اللہ کی مخلوق کی بھلائی میں بغیر کسی غرض و غائت کے لگا رہے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک ہو جائے گا اور اس کا اور اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہو جائے گا۔

Marfat.com

معدوم ہو جاتی ہیں اور لطیف صفات اُسے عطا ہو جاتی ہیں انسان فانی ہے اللہ تعالیٰ باقی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی پاکی کی بدولت لگ جاتا ہے وہ فنا سے گزر جاتا ہے' اسے دائمی بقا عطا ہو جاتی ہے۔

تبلیغ حق

سوال: افہام و تفہیم کا احسن طریقہ کیا ہے۔

جواب: طعن و تشنیع سے حدت پیدا ہوتی ہے۔ افہام و تفہیم کیلئے ٹھنڈا ماحول پیدا کیا جائے اگر آپ نے اس وقت مخاطب کو کسی قسم کا طعنہ دے دیا تو اس کے اندر آگ پیدا ہو جائے گی۔ اب اگر آپ نہایت قیمتی بات بھی اس سے کریں گے تو وہ آگ جو طعنہ سے اس کے اندر پیدا ہو گئی ہے اس قیمتی بات کو بھی جلا دے گی۔ لہٰذا افہام و تفہیم کے لئے ٹھنڈا ماحول نہایت ضروری ہے۔

اس کے علاوہ مبلغ کا کردار بھی ایسا ہونا چاہیے۔ جیسا کہ صاحب النور حضرت میاں خدا بخشؒ سرتاج اولیاء فرماتے ہیں۔ "بیٹا! فقیر کی زبان نہیں بولتی عمل بولتا ہے" سب سے پہلے جو کام کسی دوست کو کہنا چاہتے ہو پہلے خود اس کا نمونہ بنو۔ جس وقت آپ میں وہ مقامات پائے جائیں گے تو دیکھنے والا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خودبخود آپ کا نمونہ بن جائے گا۔

سوال: کلام کرتے وقت کیا احتیاط برتی جایا کرے۔

جواب: کلام کرتے وقت دوسرے کے فہم و فراست کو ملحوظ رکھنا

Marfat.com

چاہئے ورنہ اس کے عمل پیرا نہ ہونے کی ذمہ داری کلام کنندہ پر ہوگی۔ اس کی مثال یوں سمجھ لی جائے کہ ایک بچہ دس سیر وزن اٹھانے کے قابل ہے اگر اس سے اس سے زائد وزن اٹھوانے کی کوشش کی جائے گی تو قصور وزن اٹھوانے والے کا ہو گا بچہ کا نہیں۔

کلام کرتے وقت دوسرے کے فہم و فراست کو ایسے ہی ملحوظ رکھو جس طرح والدین بچے کا خیال رکھتے ہیں۔

سوال: اگر طبیعت عبادت کی طرف مائل نہ ہو تو کیا کیا جائے۔

جواب: جو لوگ عبادت کی طرف مائل ہوں ان سے گھل مل جانا چاہئے۔

سوال: اوراد و وظائف ضروری ہیں یا نیت کی صفائی' حقیقت تک پہنچنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

جواب: طریقت کی رو سے نیت کی صفائی سب سے پہلے ضروری ہے' کیونکہ دین کی بنیاد پاکی سے ہے یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ نیت ہر ایک انسان کی حقیقت ہے' جس کی حقیقت بگڑ جاتی ہے اس کا دین بھی بگڑ جاتا ہے اور دنیا بھی۔

تقدیر

سوال: تقدیر کے متعلق بزرگان دین کیا فرماتے ہیں۔

جواب: تقدیر سبب کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے' جو اسباب سے گذر جاتا ہے تقدیر اس کے تابع ہو جاتی ہے' انسان کا اپنا سبب ذاتی تقدیر کا بلاوا ہے' بزرگان دین فرماتے ہیں شرک سے پاک ہونے کی

ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ سبب سے دور رہا جائے اور تعین ؎ سے پاک۔

لیکن اس مقام پر واضح رہے کہ جس سبب کو اہل حق روکتے ہیں وہ سبب دنیاوی اسباب میں سے ہے۔ اگر سبب کا نتیجہ رب ہو تو وہ سبب کامل ہے اور اس کا تعلق لطافت سے ہے جس طرح اسباب کا قبول کرنا گمراہی ہے اسی طرح سبب کامل کا قبول نہ کرنا گمراہی ہے' جو سبب کامل کو قبول کر لیتے ہیں خدا ان کا ہر مقام پر ساتھ دینے لگ جاتا ہے اور وہ تقدیر سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ تقدیر دنیا کے اسباب ڈھونڈنے والوں ہی پر حاوی رہتی ہے اہل حق پر نہیں۔

سوال: ستاروں کا تقدیر سے کیا تعلق ہے۔

جواب: جس ستارے کو انسان مان لے گا وہ ستارہ اس پر غالب آ جائے گا وہ اس لئے کہ اس نے ماسوا کو مان لیا اور اس کے علی الرغم جو صاحب اللہ تعالیٰ کو جان لیں گے' وہ ستارہ ان کے تابع ہو جائے گا۔

جماعت اور فرد

سوال: جماعت اور فرد کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

؎ تقدس مآب حضرت سلطان الحقیقت اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں۔ کہ رفقائے الٰہی سے دور رہ کر اپنی کوششوں کو محدود کرنے کا نام اہل حق کے نزدیک تعین ہے اور اس کا نتیجہ نکلتا ہے مشقت جو انسان کے لئے حیرانی و پریشانی پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

جواب: قطرہ کی حقیقت سمندر ہے اور سمندر کی حقیقت قطرہ ہے۔

جمال کی تعریف

سوال: جمال کسے کہتے ہیں۔

جوابؔ: رنگ و بو کی موزو نیت اور اعضاء کے تناسب کا نام جمال نہیں ہے۔ جمال توبہ کو کہتے ہیں' توبہ سے جمال نکھرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اعمال کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا' بلکہ وہ معصومیت جو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشی تھی اس کی واپسی کا مطالبہ کرے گا' واضح رہے کہ اہل حق کے نزدیک معصومیت پاکی کو کہا جاتا ہے۔

حجاب

سوال: حجاب کی تعریف کیا ہے۔

جواب: انسان کے ظاہر یا باطن میں ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے جو ایک دوسرے کے ساتھ خلوت میں کرنے کی ہو۔

سوال: کیا طلب ایک حجاب ہے۔

جواب: ہاں' طلب بھی ایک حجاب ہے' یہ ایک ایسا مقام ہے جو طالب اور مطلوب کے درمیان ایک دیوار بن کر حائل ہو جاتا ہے اگر درمیان سے طلب اٹھ جائے تو طالب مطلوب بن جاتا ہے اور

مطلوب طالب اس طرح "من تو شدم تو من شدی" کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

دین اور دنیا

سوال: دین اور دنیا میں کیا فرق ہے۔

جواب: دین اور دنیا میں نہایت لطیف سا فرق ہے۔ اگر دنیا اور اس کے متعلقات کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اس کی منشا کے مطابق استعمال کیا جائے تو سب کچھ دین ہے اور اگر ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنے منشا کے مطابق استعمال کیا جائے تو کلھم دنیا ہے۔ علم کی خواہ کوئی صورت ہو' بالفاظ دیگر یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا کی جملہ نعمتیں مثلاً علم' ذہانت' قوائے جسمانی' دولت و ثروت' جاہ و جلال' رسوخ و اقتدار عین دین ہیں اگر ان کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اسی کے منشاء کے مطابق ان سے کام لیا جائے۔ اور اگر ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنے منشاء کے مطابق انہیں استعمال میں لایا جائے تو یہ سب دنیا بن جائے گی۔

اس مقام پر یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو محبوب ﷺ کی بدولت امین بنا کر بھیجا ہے۔ سب نعمتیں امانت ہیں اور عطا ہیں ذاتی نہیں ہیں اس لئے ان سب کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اسی کے منشاء کے مطابق ان سے کام لیا جائے تو یہ عین شکر حق ہے۔ بصورت دیگر کفران نعمت۔ جو خدا

کو کسی طرح پسند نہیں ہے۔

سوال: دین کے لئے دانش کس قدر ضروری ہے۔

جواب: صرف اسی قدر کہ بزرگان دین کو سمجھ لیا جائے اور بس۔

سوال: کیا مادی تقاضوں کو نظر انداز کر کے دین کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو دین بھی مکمل عطا فرمایا اور دنیا بھی مگر مکمل دنیا دین کے بعد ہی عطا فرمائی' اس قاعدہ سے دین سے پہلے جو دنیا عطا ہوتی ہے وہ نامکمل ہوتی ہے۔ لہٰذا۔

مصطفےٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باوز سیدی تمام بولہبی است

اسی لئے اس مقام پر بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ ساری کائنات کی بنیاد اللہ تعالیٰ سے ہے اور دین کی اساس بزرگان دین سے ہے۔ لہٰذا جو دین کی کنہہ کو پانا چاہتا ہے وہ بزرگان دین تک پہنچے۔ وہ اسے محبوب ﷺ تک پہنچا دیں گے اور محبوب ﷺ اس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں تھما دیں گے کتاب و شنید سے راستے سے بھٹکنے کا امکان رہتا ہے۔ لہٰذا۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن
روئے خود را جانب دلدار کن

اور صحیح بات تو یہ ہے کہ کتاب و شنید سے بھی صرف اسی صورت میں استفادہ کیا جاسکتا ہے جب بزرگان دین سے رجوع کیا جائے ۔ اس لئے کہ کتاب و شنید کا درجہ قول کا ہے اور قول اس وقت تک معتبر نہیں ہوسکتا۔ جب تک عمل اس کی تصدیق نہ کردے عمل سے تصدیق ہو جانے کے بعد

Marfat.com

علم عطا ہوتا ہے اور حق کی طرف سے علم کا انعام ہوتا ہے۔ اخلاص یہ تمام درجات صرف بزرگان دین کی رہنمائی ہی میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور کسی طرح نہیں۔

جب بزرگان دین کی دعا و برکت اور رہنمائی سے علم و اخلاص عطا ہو جاتا ہے تو پھر جو دنیا عطا ہوتی ہے وہ شر و فساد سے پاک اور سراپا رحمت ہوتی ہے۔ ایسی ہی دنیا کو دین کامل کا نام عطا کیا جاتا ہے وہ اس لئے کہ اس طرح عطا ہوئی ہوئی دنیا پر وہ رنگ شہودی چڑھا ہوا ہوتا ہے جو پاکان ہستی کا گوہر مقصود ہوتا ہے۔ ایسی دنیا کو کسی طرح بھی دنیائے دوں نہیں کہا جاسکتا۔ اس مقام پر مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

لہٰذا بزرگان دین کی طرف سے دعوت عام ہے کہ آؤ رحمتوں کے خزانے لٹ رہے ہیں' جی بھر کے لوٹ لو' دین کا انعام بھی لے لو۔ اور دنیا کا بھی۔

سوال: دنیا کے کیا معنی ہیں۔

جواب: یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ دنیا کے معنی خلق اللہ ہیں بزرگان دین کے نزدیک دنیا کے معنی غرض و غائیت کے نکلتے ہیں اگر خلق اللہ سے غرض و غایت سے پیش آیا جائے تو یہ دنیا ہے اور اگر غرض و غایت اٹھ جائے تو عین دین ہے۔ انسان کے پیش نظر اگر غرض و غایت ہو تو وہ بے حقیقت ہے اور اگر اس کی نیت غرض و غایت سے پاک ہو تو باحقیقت ہے اس مقام پر حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ایہہ پاکی بن پاک ماہی دے پاکی جان پلیدی ہو

واضح رہے کہ کوئی انسان غرض و غایت سے پاک نہیں ہو سکتا جب تک کوئی پاک کرنے والا نہ مل جائے' حضرت جلال الدین رومیؒ دنیا کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قمایش و نقرہ و فرزند و زن

سوال: دنیاوی تکالیف کن اسباب کا نتیجہ ہیں۔

جواب: دنیاوی تکالیف کا واحد سبب یہ ہے کہ ساری مخلوق ماضی اور مستقبل میں رہتی ہے جو چلا گیا اس کا غم کھاتی ہے اور جو پاس نہیں اس کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔ لہٰذا جو حال پر عطا ہو رہا ہوتا ہے اس سے بے خبر اور دور رہ کر غموں میں گھلتی رہتی ہے جو اپنے حال سے فائدہ اٹھانا جانتا ہے وہ کبھی دنیاوی تکالیف کا شکار نہیں ہوتا۔

سوال: دنیاوی تکالیف کے ازالہ کی کیا صورت ہے۔

جواب: صرف یہی کہ جو اللہ تعالیٰ حال پر دینا نہیں چاہتا۔ اس کی تمنا ہرگز نہ کی جائے۔ یعنی ماضی و مستقبل کو اپنی تمناؤں کا مرکز نہیں بنانا چاہیئے جو کچھ حال پر مل رہا ہو اس کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیئے اور مکمل طور پر راضی برضا رہنا چاہیئے۔

شکریہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے قول سے ادا کیا جائے۔ اور پھر اعمال سے۔ اس کو حال کہا جاتا ہے محض زبان سے شکریہ کی ادائی کافی نہیں ہوتی۔ مزید وضاحت کے لئے یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت جس وقت عملاً'' اللہ

Marfat.com

تعالٰی کے راستہ میں لگ جائے تو شکریہ ادا کرنے والا پہلے اس سائل کا شکریہ ادا کرے جسے وہ نعمت کی امانت سونپی گئی ہے۔
یہ اس لئے ہے کہ حق حقدار کو پہنچ چکا ہے اور اس نعمت کا صحیح مصرف ہو گیا ہے اگر وہ سائل ایسا نہ کرتا تو وہ امانت کسی غیر مصرف میں آ کر رضائے الٰہی کے خلاف نتائج پیدا کر دیتی۔ وہ اس لئے کہ ؟ نے والی چیز کبھی پاس نہیں رہا کرتی اگر وہ صحیح ہاتھوں میں نہیں جائے گی تو یقیناً غلط ہاتھوں میں چلی جائے گی۔ لہٰذا حق حقدار کو پہنچ جائے تو وہ عمل صالح ہے اور قابل شکر بھی۔

سوال: سلامتی میں کیسے رہا جاسکتا ہے۔

جواب: سلامتی تنہائی میں ہے۔

بدر یادر منافع بے شمار است
اگر خواہی سلامت برکنار است

سود

سوال: سود لینا یا دینا کیوں منع ہے۔

جواب: ہر وہ کاروبار جس میں منافع ہی منافع کا پہلو ہو اور نقصان کا کوئی احتمال نہ ہو بزرگان دین کے نزدیک منع ہے وہ اس لئے کہ اس سے توکل کا پہلو ختم ہو جاتا ہے جو جائز کاروباروں مثلاً زراعت' تجارت اور صنعت وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی کاروبار میں توکل کا پہلو بالکل ختم ہو جائے اور خدا پر بھروسہ کرنے

کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے' تو اس سے حضوری ختم ہو جاتی ہے' اور دوری پیدا ہو جاتی ہے' جو منشائے ایزدی کے خلاف ہے۔

لہٰذا سود کی اجازت نہ شریعت سے ہے' نہ طریقت سے اور نہ حقیقت ہی سے ہے۔

شکریہ اور شکر

سوال: نعمت کا شکریہ کس طرح ادا ہونا چاہئے۔

جواب: ہر نعمت کا شکریہ اس کی شان اور نوعیت کے مطابق ادا ہونا چاہئے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نعمت کو مستحقین میں تقسیم کیا جائے صرف قول کے ذریعہ شکریہ ادا نہیں ہو گا' مثلاً ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار عطا فرمایا ہے تو اس کا شکریہ اس طرح ادا ہو گا کہ اس کے اقتدار سے خلق خدا کے حقوق کی حفاظت ہو یا کسی ستم رسیدہ کو کسی مصیبت سے نجات مل سکے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ کیوں اور کس طرح ادا کیا جائے۔

جواب: نعمت کا شکریہ ادا ہو تو نعمت کی برکت برقرار رہتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ اور انسان کے ہاتھ میں صرف بات چیت ہی رہ جاتی ہے۔ جسے ثمر نعمت کے چھلکے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور چھلکا سوائے جلانے کے اور کسی کام نہیں آتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ نہ تو اپنی بات سے فائدہ

Marfat.com

فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا ہی اس سے مستمند ہو سکتا ہے۔

واضح رہے قول کا شکریہ قول سے، اعمال کا شکریہ اعمال سے علم کا شکریہ علم سے اور اخلاص کا شکریہ اخلاص سے ادا کیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

○ قول سے شکریہ ________ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جائے۔

○ اعمال سے شکریہ ________ جو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا کی ہے اس کے راستے میں اسے صرف کیا جائے۔

○ علم سے شکریہ ________ جو علم عطا ہوا ہو اسے مخلوق تک پہنچایا جائے۔

○ اخلاص سے شکریہ ________ خود مخلص رہ کر مخلوق خدا کے ساتھ اخلاص برتا جائے۔

طلب یا محبت

سوال: طلب صادق سے کیا مراد ہے۔

جواب: طلب صادق کا مطلب یہ ہے کہ تم دوست کو اسی کے مفاد کے لئے چاہو، دوست کو چاہنے میں تمہاری کوئی ذاتی غرض نہ ہو دوست کے ساتھ دوستی کرو دوست کے لئے۔ اپنے لئے مت کرو۔ کیونکہ مسلمان کی دوستی اور دشمنی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہوتی ہے۔

Marfat.com

سوال: بزرگان دین سے کیا طلب کیا جائے۔

جواب : جب کسی بزرگ کے پاس جاؤ (خواہ عالم دین ہو یا عارف) تو اس سے ایسی بات مت پوچھو کہ پڑھی یا سنی جاسکتی ہو۔ اگر اس سے عام بات پوچھو گے تو حقیقی فیض سے محروم رہ جاؤ گے۔ اس سے وہ بات پوچھنی چاہئے جو دنیا و آخرت میں کام آ سکے۔ اور وہ صرف یہ بات ہوسکتی ہے کہ اس سے کہو کہ اگر غرض و غایت سے وہ پاک ہے تو تمہیں بھی اس سے پاک کردے کیونکہ دین کی بنیاد پاکی سے ہے' اور اس کے بغیر دین کو سمجھنے کے لئے شرح صدر ممکن ہی نہیں ہے۔

سوال : محبت میں محب کا مقام کیاہے کیاوہ اپنی صورتہ رکھ سکتاہے۔

جواب : محب اپنی کوئی صورت نہیں رکھ سکتا۔ شرط محبت ہی نہیں کہ محب اپنی کوئی صورت رکھے۔

سوال : محبت میں ادب کا کیا مقام ہے' اور توفیق کی صورت میں تقسیم کس طرح کی جائے۔

جواب : محبت ادب کل ہے' اور علم تقسیم کی جان ہے۔ واضح رہے محبت وہ ہے جو حق کے ساتھ تعلق رکھتی ہو اور علم وہ ہے جو حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ اور یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ حقیقت بزرگان دین ہی کے پاس ہوتی ہے کتاب اور شنید سے اس

سہ خواہش

Marfat.com

تک پہنچانا نہایت دشوار ہے' مزید وضاحت کے لئے جان لینا چاہیے کہ علم حسن ہے اور محبت حسین ہے بزرگان دین کے نزدیک نیک گمان رکھنا حسن اور نیت نیک رکھنا حسین ہے۔

علم و عمل

سوال: علم کے کتنے مقام ہیں۔

جواب: حصول علم کے لئے پہلے قول کے مقام اور پھر عمل کے مقام سے گذرنا پڑتا ہے اس کے بعد علم عطا ہوتا ہے اس کے سوا جو طریقہ بھی اختیار کیا جائے گا وہ علم حقیقی کا نہیں ہو گا۔ علم کسبی کا ہو گا' چونکہ کسب کثافت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے اس علم کی اقدار بھی مادی ہوتی ہیں۔ اور علم حقیقی چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور لطافت سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا اس کی اقدار بھی لطیف ہوتی ہیں اس کے نتیجہ میں اخلاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحب علم کو انعام کی صورت میں عطا ہوتا ہے۔

سوال: علم حقیقی کیا ہے۔

جواب: علم جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست القاء' مشاہدہ اور وحی کے ذریعہ عطا ہو علم حقیقی ہوتا ہے۔ کتاب و شنید سے علم حقیقی کا حصول نہایت دشوار ہے۔

سوال: علم حقیقی کب عطا ہوتا ہے۔

جواب: علم حقیقی کی عطا کے لئے پہلے شریعت' پھر طریقت' پھر

Marfat.com

حقیقت اور پھر معرفت عطا ہوتی ہے۔ اور عملی شکل کے لئے پہلے سالک کو قول' اس کے بعد عمل اور اس کے بعد علم عطا ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت کے لئے یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ جب عمل سچا ثابت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس سچے عمل کو علم کی آنکھ عطا ہو جاتی ہے بس یہی علم علم حقیقی ہوتا ہے' سارے مقامات کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندے کے پاس تسلیم و رضا ہے۔ کیونکہ مومن کی شان شان تسلیم ہے۔

اس لحاظ سے یہ واضح رہنا چاہیئے کہ قول' عمل اور علم یہ مقامات ہیں اور اخلاص ان کا انعام ہے۔ معرفت فرمان ہے' یعنی فرمان اللہ تعالیٰ کا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کو میں سب سے زیادہ انعام عطا کرنا چاہتا ہوں اسے اپنا علم عطا فرما دیتا ہوں اور اسے سمجھنے کی توفیق بھی عطا فرما دیتا ہوں۔ علم حقیقی صرف اسی وقت عطا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوبؐ کی بدولت اپنے بندے کو عطا کر دینا چاہتا ہے وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو اپنا علم عطا فرمایا ہے جو علم حقیقی ہے۔

قول ماضی کے لئے ماضی ہے۔ حال کے لئے حال ہے اور مستقبل کے لئے مستقبل ہے۔ لیکن اہل حق کے نزدیک قول ماضی ہی رہتا ہے۔ ان کے یہاں صرف عمل کو حال کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ رہا علم اسے حال کا درجہ بھی حاصل ہے اور مستقبل کا بھی یہ سالک کی اپنی کیفیات مقام پر موقوف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قاعدہ کے مطابق علم حقیقی واردات کے بعد ہی عطا ہوتا ہے اس کے ماسوا جو

Marfat.com

علم ہو گا وہ محض قیاسی و ظنی ہو گا جو کسی بھی صورت سے حقیقی نہیں بن سکتا۔

سوال: علم الٰہی کیونکر حاصل ہوتا ہے۔

جواب: پہلے قول اس کا شاہد عمل' اس کا شاہد علم اور علم کا شاہد اخلاص ہوتا ہے اور اخلاص کو علم الٰہی کی سند کا درجہ حاصل ہے۔

سوال: علم اور محبت کا درجہ کیا ہے۔

جواب: علم تمام نعمتوں کا خزانہ ہے اور محبت تمام نعمتوں کا معدن ہے ظاہر ہے کہ اگر معدن کا وجود نہ ہو تو خزانہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔

سوال: علم پیدا ہونے سے کیا کیفیات وارد ہوتی ہیں۔

جواب: علم جس وقت انسان میں جلوہ گر ہوتا ہے تو اس کے جلوہ گر ہوتے ہی دو راستے بنتے ہیں' اگر دین والوں سے میل جول پیدا ہو تو خوف الٰہی پیدا ہو جاتا ہے اور اگر دنیا والوں سے میل جول ہو تو حدت (غم و غصہ) میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا اہل ہوس میں بھی علم جلوہ گر ہو سکتا ہے۔

جواب: ہوا و ہوس کا تعلق نفس سے ہے اور نفس عالم نہیں جاہل ہے' اسی لئے وہ نفس امارہ ہے۔

سوال: کیا بزرگان دین کے لئے علم کتابی ضروری ہے۔

جواب: بزرگان دین کتاب و شنید سے نہیں' کتاب و شنید ان سے ہے عام آدمی شنید کے ساتھ ہے خاص کتاب کے ساتھ اور خاص الخاص ام الکتاب کے ساتھ ہوتا ہے۔

سوال : جب محب کو علم عطا ہو جاتا ہے تو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔
جواب : جب محب کو علم عطا ہو جاتا ہے تو پہلے وہ خود چین سے رہتا ہے اور پھر اس سے مخلوق خدا چین سے رہتی ہے۔

سوال: اعمال کی روح کیا ہے۔
جواب : محبت' واضح رہے کہ اس میں مجازی اور حقیقی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

سوال: اعمال کی شرح کیا ہے۔
جواب : اس کے لئے جان لینا چاہئے کہ ہاتھ کو پاک (امین) رکھا جائے اس سے نیت درست ہو جاتی ہے۔ جب نیت درست ہو جاتی ہے تو عقیدہ درست ہو جاتا ہے اور جب عقیدہ درست ہو جاتا ہے تو اعمال درست ہو جاتے ہیں۔

حقیقتاً نیت مومن کی زمین ہے' جب زمین اچھی ہوتی ہے تو اس میں پھل پھول بھی اچھے لگتے ہیں' بنجر زمین میں خواہ کتنا ہی اچھا بیج ڈالا جائے اس میں روئیدگی کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوسکتی' اس لئے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ مسلمان کا ہاتھ امین اور زبان برائی سے پاک ہونی چاہئے۔

سوال: کرم کیا چاہتا ہے عمل یا احترام۔
جواب : کرم کے نزدیک وہی عمل قابل قبول ہے جس میں احترام (خلوص) کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔

سوال : جب جنتی اور دوزخی ہونے کا پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے تو پھر عمل پر کیوں زور دیا گیا ہے۔

Marfat.com

جواب : اس سوال کا تعلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ سے ہے جس میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ میرے ہاتھ میں یہ دو کتابیں ہیں، اور ان میں جنتیوں اور دوزخیوں کے نام درج ہیں، اس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر اس معاملہ سے فراغت ہو چکی ہے تو پھر عمل کی کیا ضرورت باقی رہی۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا "سیدھے رہو اور قرب الٰہی حاصل کرو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوتا ہے خواہ وہ پہلے کوئی بھی عمل کرے اور یقیناً دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوتا ہے خواہ وہ پہلے کوئی بھی عمل کرے"۔

اس حدیث پاک کی تشریح اعلیٰ حضرت تقدس ماب سلطان الحقیقت یوں فرماتے ہیں۔

متذکرہ کتابوں کے دو عنوان تھے۔ داہنے ہاتھ والی کتاب کا عنوان تھا "ماننے والے" یعنی جن کا رخ محبوب ﷺ کا رخ ہو گا وہ سب جنتی ہوں گے اور بائیں ہاتھ والی کتاب کا عنوان تھا "نہ ماننے والے" جو سب دوزخی ہوں گے بالفاظ دیگر جو محبوب ﷺ کی طرف کو اختیار نہیں کریں گے۔ وہ سب دوزخی ہوں گے چاہے عمل کی کوئی صورت ہو ان کا رخ غیر کا رخ ہو گا۔ ابلیس کا واقعہ اس کا شاہد ہے آپ نے مزید تشریح فرماتے ہوئے فرمایا "اعمال کو فضیلت نہیں ہے رخ کو فضیلت ہے"۔

Marfat.com

قرآن و سنت

سوال: قرآن شریف اور حدیث شریف میں فرق کیا ہے۔

جواب: محبوب ﷺ پر جو علم الٰہی اترا ہے وہ قرآن پاک ہے اور جو اس پر عمل فرمایا ہے حدیث پاک ہے حدیث طیب ہے اور قرآن پاک ہے' حدیث اعمال ہے اور قرآن قول (حکم) ہے۔

سوال: قرآن فہمی کیلئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

جواب: قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم میں جاننے کی شرط ہی نہیں رکھی حکم ماننے والے کو حضوری اور جاننے والے کو دوری ہوتی ہے۔ ابلیس کا واقعہ اس کی شہادت ہے' اسی لئے مومن کی شان تسلیم ہے لہٰذا حکم کو ماننا رحمت اور جاننا زحمت ہے۔

تاہم اگر قرآن پاک کو جاننا ضروری ہے سمجھتے ہو تو بزرگان دین کو جانو اگر بزرگان دین کو نہیں جانا جائے گا تو اس کی عدم موجودگی میں قرآن حکیم کا جاننا انسانی ناقص علم سے ہو گا اس سے علم الٰہی حاصل نہ ہوگا۔ اسی ضمن میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن حکیم قول پر نہیں اترا عمل پر اترا ہے وہ اس لئے کہ قول مستقبل ہے اور عمل حال ہے جو قوم یا فرد اپنے حال کو بزرگان دین کے نقش قدم پر چل کر نہ سنوار سکے اس کا مستقبل کبھی محفوظ

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

یہاں حدیث شریف سے مراد سنت ہے۔

نہیں رہ سکتا۔ حال دعویٰ ہے اور قرآن پاک اس کا شاہد ہے اگر دعویٰ ہی درست نہ ہو تو شاہد کہاں سے آئے گا اور کیا کرے گا۔

سوال : قرآن پاکـــہ سات حروف پر اتارا گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

جواب : قرآن پاک کے لئے حدیث پاک کا سات حروف کی طرف اشارہ شرع مدام ــہ ہے' شرع مدام کے یہ معنی ہیں کہ شریعت (حکم) کو اپنے مطابق نہ بناؤ بلکہ خود اس کے مطابق ہو جاؤ۔

سوال : قرآن حکیم با اعتبار ماضی' حال اور مستقبل کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔

جواب : قرآن حکیم حکم کے اعتبار سے مستقبل اور اعمال کے لحاظ سے حال اور شہادت کے لئے ماضی ہے۔

کشمکش حیات

سوال: ناموافق حالات میں کیسے زندگی بسر کرنی چاہئے۔

جواب : دو پہلو ہر ایک انسان کے سامنے رہتے ہیں' مطابق اور غیر مطابق۔ جو لوگ حقیقت آشنا نہیں ہوتے مطابق کو مطابق اور غیر مطابق کو غیر مطابق جانتے ہیں۔ لیکن خواص جن کی نظر حقیقت پر ہوتی ہے وہ مطابق کو مطابق جانتے ہیں اور غیر مطابق پر تحمل کرتے

ــہ انزل القرآن علی سبعۃ حروف۔ الحدیث

ــہ شرع مدام" کے فقرہ میں بذات خود سات حروف ہیں صحافی

ہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جو حقیقت آشنا خاص الخاص کا درجہ رکھتے ہیں وہ مطابق کو بھی منجانب اللہ سمجھتے ہیں اور غیر مطابق کو بھی۔ لہٰذا وہ "ہرچہ آید از دوست نکوست" کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

سوال: معصیت سے بچنے کی صورت کیا ہے؟

جواب: معصیت سے بچنے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ انسان بزرگان دین کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور ان کے قدم بقدم چلے۔

سوال: زندہ رہنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

جواب: صحیح رخ پر رہ کر اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ **وابتغو من فضل اللہ۔** (ترجمہ)

اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشقت نہیں تلاش کرنی چاہیے اہل حق کے نزدیک زندگی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ زحمت نہیں جو لوگ مشقت میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ غیر شعوری طور پر زحمت کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کی دنیا تو خراب ہوتی ہی ہے۔ صحیح رخ پر قائم نہ رہ سکنے کے سبب عاقبت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ صحیح رخ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے اس کی خوشنودی میں لگے رہنا چاہیئے (یعنی حال پر جو وہ عطا فرمانا چاہتا ہے ▪ لے لینا چاہیئے اور جو نہیں دینا چاہتا اس کی ہرگز خواہش نہیں کرنی چاہیئے)

لیکن بے یقینی جو عقل کی پیداوار ہوتی ہے وہ یہ سکھاتی ہے کہ اللہ کی خوشنودی کو چھوڑ کر جسم (جو فانی ہے) کی بقا کے لئے

جدوجہد میں مصروف رہا جائے۔ ظاہر ہے کہ جو جدوجہد فانی کے لئے ہو گی وہ فانی ہو گی اور جو باقی کے لئے ہو گی وہ باقی ہو گی۔ چونکہ باقی (اللہ تعالیٰ) کے لئے جدوجہد نہیں کی جاتی اس لئے فانی (جسم) کے لئے جو کاوش کی جاتی ہے وہ فنا ہو جاتی ہے اور عاقبت میں کوئی حصہ باقی نہیں رہتا۔

موت و حیات

سوال: موت اور حیات میں کیا فرق ہے۔

جواب: حیات کا تعلق نور سے ہے' اسی لئے اہل حق کے نزدیک موت کو موت ہے حیات کو موت نہیں ہے' حیات کل ہے اور موت اس کا جزو ہے' اللہ والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں اس لئے موت ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ موت ان کے لئے وصال کا دروازہ ہے۔ ویسے حیات رہتے ہیں۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا ان کی بھلائی چاہتا ہے اسی طرح اللہ والے اللہ تعالیٰ کی پیاری مخلوق سے اپنے لئے کچھ نہیں چاہتے۔ وہ اس کی بھلائی میں لگے رہتے ہیں۔ لہٰذا وہ سنت اللہ پر چل کر بقائے دوام حاصل کر لیتے ہیں۔

سوال: مردہ اور زندہ کی تعریف فرمائی جائے۔ اہل حق اس میں کیا فرق کرتے ہیں۔

جواب: بے حقیقت کو اہل حق مردہ اور باحقیقت کو زندہ سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

مومن' کافر اور فاسق

سوال: مومن کے اوصاف کیا ہیں۔

جواب: مومن توبہ کرنے والا' عبادت کرنے والا' حمد کرنے والا' روزہ رکھنے والا' رکوع کرنے والا سجدہ کرنے والا' نیک کاموں کا امر کرنے والا' بری باتوں سے منع کرنے والا' اور حدوں کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ نو مقامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ ان مقامات کی حفاظت کی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچا ہونے کی تصدیق کر دی جاتی ہے۔ اور قرآن حکیم کی طرف سے معیاری مومن قرار دے دیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ مومن ہونا دعویٰ ہے اور یہ نو مقامات اس کے شاہد ہیں اور یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ کوئی دعویٰ بغیر شاہد کے قبول نہیں ہوتا۔

سوال: مومن اور کافر کی پہچان کیا ہے۔

جواب: کافر جس حال میں بھی رہے گا اس کے پیش نظر دنیا ہی رہے گی۔ لیکن مومن اول تو دنیا کی خواہش ہی بہت کم کرے گا اور اگر کرے گا بھی تو وہ دین ہی کے لئے کرے گا اور بس۔

سوال: مومن کس شان کا حامل ہے' اور حسن ایمان کیا ہے۔

جواب: مخلوق خانہء اعمال ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہنا یہ مومن کی شان ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے حسن

Marfat.com

سلوک کرنا یہ حسن ایمان ہے۔

سوال: فاسق کی تعریف کیا ہے۔

جواب: ترک عادت کا نام اعمال ہے' اگر ترک۔ عادت ہے تو عاشق ہے۔ اور اگر ترک عادت نہیں تو فاسق ہے۔

مدارج انسانی

سوال: انسان کو جو اشرف الخلوقات کہا گیا ہے اس کا شرف کیا ہے۔

جواب: جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں ان کے ساتھ مل جاؤ' اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ سے مل جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے مل جانا انسانی شرف ہے۔ اس سے غیر سے دوری اور خیر سے حضوری ہو جاتی ہے۔ جس انسان کو یہ حاصل ہو جائے وہ اپنی بلندی کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔

سوال: آدمی میں انسانیت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔

جواب: جب آدمی کی نیت درست ہو جاتی ہے تو اس کی حقیقت درست ہو جاتی ہے۔ اور جب اس کی حقیقت درست ہو جاتی ہے تو اس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے جب عقیدہ درست ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال بھی درست ہو جاتے ہیں بس اعمال کی درستی ہی کا نام انسانیت ہے۔

سہ العبادة ترک العادة ' الحدیث' عبادت ترک عادت کا نام ہے۔

Marfat.com

سوال : کیا اللہ تعالیٰ مسلم اور کسی غیر مسلم نیک انسان میں تمیز روا رکھتا ہے۔

جواب : چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ کوئی طرف روا نہیں رکھی۔ اسی طرح محبوب ﷺ کی بدولت انسانوں کے ساتھ بھی کوئی طرف نہیں رکھی۔ وہ "رب العالمین" ہے اور اس کا محبوب ﷺ "رحمتہ اللعالمین" ہے۔ انسان خواہ کسی سرزمین کا ہو یا کسی قوم سے بھی تعلق رکھتا ہو جو حقائق کی ابتدا کو مان لیتا ہے وہ انسان اللہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

سوال: انسان صاحب حال کس طرح بن سکتا ہے۔

جواب : انسان صاحب حال اس وقت ہوتا ہے جب ماضی کا شکریہ ادا کرے۔ حال پر صابر رہے اور اپنے مستقبل سے پاک رہے۔

وضاحت کے لئے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ تمام مخلوق ماضی اور مستقبل میں رہتی ہے۔ اس کائنات کا ہر فرد جو چلا گیا ہے اس کی یاد اور جو آنے والا ہے اس کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور حال سے کوئی خاص سروکار نہیں رکھتا ہے۔ اہل حق کے نزدیک حال کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہا جائے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوضو رہا جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے معاملہ رکھا جائے تو یہ حال ہے اور اس کے علاوہ جو ہے وہ سب قال ہے۔

۔ یعنی مسلمان کا ہاتھ امین اور زبان برائی سے پاک رہے اور حضور صلی اللہ علی وسلم پر زیادہ سے زیادہ صلواۃ و سلام بھیجا جائے۔

Marfat.com

حال حقیقت ہے جس نے حال کو تسلیم نہ کیا وہ کبھی بھی صاحب حال نہیں بن سکتا۔ یعنی سرحقیقت سے آشنا ہونے کی صرف یہی صورت ہے کہ جو کیفیت موجود ہے اسے خدائی سمجھ کر برضاو رغبت تسلیم کرے تو پھر معنوں کے اعتبار سے اس نے اللہ تعالٰی کی پسند کو پسند کیا۔ جب یہ ہو جائے گا تو پھر اللہ تعالٰی ایسے صاحب کو راز حقیقت عطا فرما دے گا۔ اور پھر وہ صاحب حال کہلانے کا مستحق بن جائے گا۔

سوال: انسانیت کی معراج کس عمل سے شروع ہوتی ہے۔

جواب: انسانیت کی معراج مخالف کے ساتھ موافقت کرنے سے شروع ہوتی ہے۔ دوست کے ساتھ دوستی کرنا یہ احسان کا بدلہ احسان ہے' مخالف کے مطابق رہنا یہ مروت ہے مقامات اور مدارج کے لحاظ سے۔

○ مطابق کے مطابق رہنا شریعت ہے۔

○ غیر مطابق کے مطابق رہنا یہ طریقت ہے۔

○ مطابق اور غیر مطابق دونوں حالتوں کو منجانب اللہ جاننا یہ حقیقت ہے۔

○ اور تمام مقامات پر راضی برضا رہنا یہ معرفت ہے۔

سوال: فضیلت کس چیز میں ہے۔

جواب: یہ صحیح نہیں ہے کہ عمل کو فضیلت ہوتی ہے فضیلت رخ۔

ے اس مراد محبوب' کا رخ ہے

Marfat.com

کو ہے اسی طرح یہ بھی درست نہیں ہے کہ فضیلت حکم کو جاننے میں ہے، فضیلت حکم کے ماننے میں ہے۔

سوال: منصب کسے عطا ہوتا ہے۔

جواب: استاد وہی بنتا ہے جو استاد کے پاس جاتا ہے۔

سوال: حقیقت کی رو سے اہل خیر اور سائل کا مقام کیا ہے۔

جواب: اہل خیر کے دو مقام ہیں جسے وہ دیتے ہیں اور جو بھی دیتے ہیں لینے کی نیت سے نہیں دیتے۔ دوسرے دینے کی خواہش رکھتے ہیں اور دینے کا مقام بھی رکھتے ہیں۔ اسی طرح سائل کے بھی دو مقام ہیں، پہلا سائل لیتا ہے اور اپنے ہی لئے لیتا ہے دیتا کسی کو نہیں۔ اگر وہ لیکر کسی کو دے تو خود داتا بن جاتا ہے لہٰذا اس صورت میں داتا جب بنتا ہے منگتے ہی سے بنتا ہے۔ بالفاظ دیگر داتا اللہ تعالیٰ کا منگتا ہوتا ہے جو اسے عطا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دے دیتا ہے۔ اور اس سے واپسی کی امید نہیں رکھتا۔

دوسرا مقام سائل کا یہ ہے کہ جو وہ لیتا ہے کسی کو دیتا نہیں ایسا سائل (منگتا) ہمیشہ منگتا ہی رہتا ہے اسے داتا بننے کی کبھی توفیق نہیں ملتی۔

سوال: صاحب قال اور صاحب حال میں کیا فرق ہے۔

جواب: تقدس مآب اعلیٰ حضرت سلطان الحقیقت نے جواباً" ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے شیخؒ فرماتے ہیں کہ صاحب حال قول (زبان) سے نہیں بولتا۔ اعمال سے بولتا ہے۔ لہٰذا ہمارا بھی یہی جواب ہے۔ یعنی جو اعمال سے بولے وہ صاحب حال اور جو زبان سے

Marfat.com

بولے وہ صاحب قال ہوتا ہے۔

سوال: توبہ کا کیا مقام ہے۔

جواب: توبہ کرنے کے بعد عمل کی شرط شروع ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے توبہ پاکیزگی کا نام ہے مثال کے طور پر کنویں میں اگر کوئی نجس چیز گر جائے تو اس کی موجودگی میں کنویں کو پاک کرنے کے لئے چاہے کتنی ہی شرطیں پوری کر دی جائیں کنواں پاک نہیں ہوتا جب تک نجس شئے جو اس میں گری ہوئی ہے نکال نہ دی جائے۔

سوال: خودی، تکبر، مان اور گمان انسان سے کس طرح ختم ہو سکتے ہیں۔

جواب: عشق۔ صرف عشق سے جس گھر میں عشق کے مبارک قدم آجاتے ہیں وہاں سے خودی تکبر، مان اور گمان خودبخود رخصت ہو جاتے ہیں، اور وہ وہاں چلے جاتے ہی جہاں ان کا مقام ہوتا ہے یعنی مقام غرض و غایت پر، چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں!۔

شادباش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما

اور پھر فرماتے ہیں۔

عقل آمد دین و دنیا شد خراب
عشق آمد ہر دو عالم کامیاب

سوال: فرشتے اور انسان میں کیا فرق ہے۔

جواب: فرشتہ کا کل عبادت ہے اور انسان کا جزو عبادت ہے، پھر

ے اہل حق کے نزدیک عشق پاکی کو کہا جاتا ہے

Marfat.com

انسان کی ابتدا عبادت ہے اور فرشتہ کی انتہا عبادت ہے' اسی طرح انسان کا مستقبل عبادت ہے اور فرشتہ کا عمل (حال) عبادت ہے۔ لہٰذا انسان فرشتہ سے افضل ہے۔

سوال: مصائب و آلام کا انسانی زندگی میں کیا مقام ہے۔

جواب: یہ جان لینا چاہئے کہ اگر مصائب و آلام ختم ہو جائیں تو انعامات و درجات بھی سب ختم ہو جائیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

بڑھے جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
نہ ہوں جو مشکلیں تو زندگی دشوار ہو جائے

سوال: کیا انسان کو اسباب کی عدم موجودگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کے لئے مکلف کیا ہے۔

جواب: ہر واقف حال کو چاہئے کہ وہ جہاں بھی رہے اور جس حال میں بھی رہے خدائی ڈیوٹی انجام دیتا رہے۔ وہ اس لئے کہ کمی و بیشی کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے اسباب پیدا کرنا اس کا اپنا کام ہے انسان کا نہیں۔

جب انسان خود اسباب کی فکر میں لگ جاتا ہے تو وہ شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے اس مقام پر حضرت شیخ مصلح الدین سعدیؒ فرماتے ہیں۔

فرزند بندہ ایست خدارا تو غم مخور
تو کیستی کہ بہ زخدا بندہ پروری

سوال: مقام دوام کیا ہے۔

جواب: پسندیدہ اور نا پسندیدہ دونوں مقامات پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ

راضی برضا رہنا یہ مقام دوام ہے۔

سوال: گریہ و زاری کا مقام کیا ہے؟

جواب: گریہ و زاری دو حال پر مبنی ہوتی ہے یا تو اس کا سبب فراق ہوتا ہے یا پھر وصال دوسری حالت میں فرط انبساط، سالک کے جذبات میں طغیانی آجاتی ہے اور آنسو خود بخود جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ رونا پہلے رونے سے افضل ہے۔

نفس

سوال: نفس کی تعریف کیا ہے۔

جواب: دین سے بے خبری اور دنیا سے خبرداری۔

سوال: بزرگان دین کے نزدیک کیا نفس کشی جائز ہے۔

جواب: سالک کے لئے اللہ تعالیٰ نے نفس ایک ایسا مقام رکھا ہے جس سے اس کے مراتب کی تکمیل ہوتی ہے اگر انسان کے وجود کے اندر نفس کا مقام نہ رکھا جاتا تو سب بلندی درجات ختم ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ میں یہ مقام نہیں رکھا اس لئے وہ ان درجات کا حامل نہیں ہے جن کا انسان ہے جہاں فرشتہ کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے انسان کی ابتداء ہوتی ہے اور اس کے درجات شروع ہوتے ہیں لہٰذا نفس کشی انسان کے لئے مراتب کے لحاظ سے خودکشی کے مترادف ہے۔ البتہ تربیت نفس نہایت ضروری ہے۔

سوال: نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کن محرکات کا نتیجہ

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

جواب : نفس امارہ۔ کسی کی بات نہ ماننا اپنی منوائے جانا نفس امارہ کے محرکات میں سے ہیں' اس کا حال دین اور دنیا دونوں سے غافل ہوتا ہے۔

نفس لوامہ۔ شریعت کے اصولوں پر کاربند رہنے سے اس کا عمل دخل ہوتا ہے' اس کا حال شرعی اوامرو نواہی کا پابند اور جائز و ناجائز میں امتیاز کرنے والا ہوتا ہے' حقیقتاً وہ آدمی پاک ہو جاتا ہے اور اس سے تمام بری عادتیں دور ہو جاتی ہیں۔

نفس مطمئینہ۔ اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا اس کے محرکات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ پاک ہے اس لئے اس سے پاک رہنے سے نفس مطمئینہ حاصل ہو جاتا ہے واضح رہے کہ اللہ سے پاک ہونا اس کی مخلوق سے بے غرض و غائت ہونا ہے۔

Marfat.com

ہادی اور ہدایت

سوال: ہدایت کہاں سے حاصل ہوتی ہے۔

جواب : ہدایت ہادی کے پاس ہوتی ہے۔ اور نور ہدایت اس کا مقام ہوتا ہے اس مقام پر واضح رہنا چاہئے کہ سالک ہدایت کی بھی اپنی کوئی صورت نہ رکھے۔ جو رخ حال پر ہادی کا ہو اس رخ کو ہدایت سمجھے اور حقیقتاً وہی ہدایت ہوتی ہے۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوئید
کہ سالک بے خبر بنو دز راہ و رسم منزلہا
(خواجہ حافظؒ)

سوال: قرآن و سنت کی موجودگی میں ہادی کی کیا ضرورت ہے۔

جواب: قرآن و سنت کے براہ راست مطالعہ سے ہدایت تو ممکن ہے لیکن نور ہدایت ممکن نہیں نور ہدایت صرف ہادی ہی کے پاس ہوتا ہے۔ ہدایت کی حد تک خطرہ موجود رہتا ہے اگر نور ہدایت حاصل ہو جائے تو سالک خطرہ سے گزر جاتا ہے۔ ہدایت دعویٰ ہے اور نور ہدایت شاہد ہے جس دعویٰ کا کوئی شاہد نہ ہو وہ دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے دل کی آنکھ کھولنے کے دو ہی مقام رکھے ہیں ہدایت اور نور ہدایت۔ ہدایت عمل ہے اور نور ہدایت علم ہے۔

چند دوسری نوعیت کے سوالات

بعض لوگ تقدس ماب کی شگفتگی طبع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نوع کے سوالات بھی کر گزرتے ہیں۔

سوال : شئے مرئی ایک ہوتی ہے اور آنکھیں دو لیکن دونوں آنکھیں دیکھتی ایک ہی چیز ہیں اس کا سبب؟

جواب : وہ اس لئے کہ ایک چیز پر دونوں آنکھوں کا فوکس (FOCUS) ایک ساتھ جا کر پڑتا ہے۔ اگر کسی ایک آنکھ کا فوکس کہیں راستہ میں کٹ جائے یا کمزور پڑ جائے تو ایک شئے کی دو نظر آنے لگیں گی۔

سوال : اعضاء کا پھڑکنا کس بات کو ظاہر کرتا ہے کیا ان کی کوئی تعبیری نوعیت بھی ہوتی ہے۔

جواب : نہیں، کوئی تعبیری نوعیت نہیں ہوتی۔ جس مقام سے آکسیجن (OXYGEN) آسانی سے پاس نہیں ہوتا۔ اس سے متعلقہ عضو پھڑکنے لگ جاتا ہے لہذا کسی وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

سوال : جسم کے کسی مقام پر داخلی یا خارجی طور پر سوزش یا جلن کا

Marfat.com

کیا سبب ہوتا ہے؟

جواب : جسم کے طبعی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے بدن میں خون' پانی اور ہوا کی ایک خاص مقدار ہر وقت موجود رہتی ہے جس کسی وجہ سے کسی مقام پر پانی کی مقدار کم ہو جاتی ہے تو اس جگہ فیبرین (Fibrin) کی مقدار میں بھی کمی واقعہ ہو جاتی ہے اور فیبرین کی کمی سوزش اور جلن پر منتج ہوتی ہے۔

Marfat.com

ایک تاریخی استفسار

Marfat.com

معتزلہ

خلافت راشدہ کے فوراً بعد دین میں طرح طرح کے فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا' ان فتنوں کی بنیاد وہ فرضی مسائل تھے جو عیسائیوں' یہودیوں اور مجوسیوں کی طرف سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے پھیلائے جاتے تھے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے زمانہ میں یہ مفروضہ مسئلہ بڑے تنازعہ کا باعث بنا ہوا تھا کہ ایک شخص توحید و رسالت اور حیات و موت کا تو قائل ہے لیکن اوامرو نواہی کی پابندی نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں وہ مومن ہے یا کافر۔

اس پر لوگوں کے دو گروہ بن چکے تھے اور جابجا اختلافی مباحث نے زور پکڑ رکھا تھا۔

ایک دن یہ مسئلہ خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا آپ نے اسے سن کر سکوت فرما لیا۔ لیکن واصل بن عطا جو آپ کی مجلس

Marfat.com

میں بیٹھا ہوا تھا' جھٹ بول اٹھا' "اے سائل' جس شخص کے متعلق تو پوچھا رہا ہے وہ نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ وہ فاسق و فاجر ہے" یہ کہہ کو وہ اٹھا اور چلا گیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی مجلس سے نکل گئے' اس واقعہ کے بعد اس نے الگ دوسری مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

خواجہ حسن بصریؒ کے ایک مرید نے انہیں اطلاع دی کہ واصل بن عطا جو کل تک حضور سے اکتساب علم کر رہا تھا ایک الگ مسجد میں درس دے رہا ہے۔ اس پر حضرت خواجہؒ نے فرمایا "قد اعتزال منی" اس نے ہم سے اعتزال (یعنی انحراف) کیا ہے تو اس طرح اس گروہ کا نام معتزلہ پڑ گیا۔

یہ تمام واقعہ پیش کر کے تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت سے ذیل کا سوال پیش کیا گیا۔

سوال : معتزلہ کی حقیقت کیا ہے اور خواجہ حسن بصریؒ کے سکوت کا کیا سبب تھا۔

جواب : اگر محبوب کا بولنا علم سے ہوتا ہے تو کیا خاموشی علم سے نہیں ہوتی جب خواجہؒ نے سکوت فرمایا تھا تو وہاں بھی علم ہی جلوہ گری کر رہا تھا اسے بزرگان دین مقام خوف فرماتے ہیں۔

اس کی مزید تفصیل کے لئے تقدس ماب حضرت سلطان الحقیقت یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

وہاں امکان تھا کہ فسق و فجور میں مبتلا شخص توبہ کر لیتا۔ اگر اس مقام پر حضرت خواجہ حسن بصریؒ یہ فرما دیتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں تو وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ذمہ پڑ جاتا' اور یہ فیصلہ آنے والی مخلوق کے

Marfat.com

راستے میں آڑ بن کر کھڑا ہو جاتا۔

مقام خوف کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر کوئی ایسی بات منکشف ہو کہ جس میں مخلوق کے نقصان کی صورت پیدا ہو جائے تو بزرگان دین زبان سے کچھ ارشاد نہیں فرماتے۔ اور یہی علم اور حقیقت کا اقتضاء ہوتا ہے۔ واصل بن عطا جو حضرت خواجہؒ کی حضوری میں بیان کر رہے تھے لاعلمی کا بیان تھا۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب اللہ تعالیٰ سے خائف رہتا ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت خواہ حسن بصریؒ نے خوف خداوندی سے کچھ نہیں فرمایا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ موت آنے سے پہلے اگر فاسق و فاجر اللہ تعالیٰ کے دربار میں سچے دل سے تائب ہو جائے تو اس کی رحمت اسے بھی مایوس نہیں کرتی اور اس کا قصور معاف کر دیا جاتا ہے وہی خاطی توبہ قبول ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا بندہ اور محبوب ﷺ کا امتی کہلانے کا حقدار ہو جاتا ہے اس کی صلائے عام ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر وبت پرستی باز آ
ایں درگہ مادر گہ نومیدی نیست
صد بار گر توبہ شکستی باز آ

پیارو، تین ہی مقام ہیں۔ فرمان اللہ تعالیٰ کا اتباع اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی اور ارشاد حاضر وقت بزرگان دین کا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول و اولی الا مرمنکم

فاسق و فاجر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بھی گذر رہا ہے اور محبوب ﷺ کی اتباع پر بھی کار بند نہیں رہتا ایسی صورت میں حاضر وقت بزرگان دین کا اس

Marfat.com

کے لئے نہ بولنا ہی رحمت ہے۔ ایسے خطا کار کے خلاف فتویٰ صادر کرنا رحمت کے دروازے بند کرنے کے مترادف ہے جو مقام محبوبیت کے شایان شان نہیں ہے' بزرگان دین تو خدا کے بندوں کو اس کی رحمتوں اور برکتوں کی آس دلا کر اس سے جوڑنے آتے ہیں۔ اس سے مایوس کر کے توڑنے نہیں آتے' چنانچہ اس مقام پر حضرت جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

مزید براں محبوب کا منشاء ساری کائنات کو غرض و غایت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ سے واصل کرنا ہے۔ لہٰذا وہ ہر مقام پر محتاط رہتا ہے اور اسے اکثر سکوت اختیار کرنا پڑتا ہے حدیث پاک میں اسی لئے حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ہے "میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خائف ہوں" وہ اس لئے کہ بادشاہ سے جتنا وزیر خائف ہوتا ہے اتنا اور کوئی نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہؒ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ گنہگار کو معاف کر دیتا ہے بولنے والا واصل بن عطا یہ علم نہیں رکھتا تھا وہ یہی جانتا تھا کہ جو گنہگار ہے وہ گنہگار ہی رہے گا۔

محبوب (حضرت خواجہ حسن بصریؒ) کا اس موقعہ پر نہ بولنا عین بولنا تھا اور بولنے والا (واصل بن عطا) بالکل بے محل تھا' اس کا بولنا بے موقعہ اور غیر بولنا تھا جو نہ بولنے کے مترادف تھا۔

جب کسی مقام پر غیر بولی بولی جائے تو وہ مقام غیر ہو جاتا ہے اور وہاں نفس کا تسلط ہو جاتا ہے غیر راستہ جاری ہو جاتا ہے عقل کو دخل ہو جاتا ہے' خرد و ہوش جلوہ گری کرنے لگ جاتی ہے صداقت چلی جاتی ہے اور تمثیل

Marfat.com

جاری ہو جاتی ہے اس سے صاحب تمثیل کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور اس کے ساتھ ربط و ضبط رکھنے والوں پر بھی اثر پڑتا ہے انہیں دین و دنیا کی غفلت آ گھیرتی ہے وہ ایک ایسا راستہ بن جاتا ہے جو خرد و ہوش اور کتاب و شنید ہی سے تعلق رکھتا ہے روحانیت سے پیدا شدہ حقائق اس سے بعید ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ ایک ایسا چکر ہوتا ہے جس سے کبھی فراغت نہیں ہوتی اس مقام پر حضرت مولوی غلام رسول فرماتے ہیں۔

اچاچیت طبیب حقانی تے کھولے راز نہانی
دل ول موڑ دلوں گمراہی نور دتی عرفانی
داگاں ول مقصود چلائیاں موڑ کرا ہوں اونویں
واہ سید ثقلین محمدؐ تر گئے عالم دونویں

ایسے گڑھے میں گرے ہوئے انسانوں کو جس وقت نکالنا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے طبیب کو وہاں اچانک بھیج دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو قسم کے طبیب آتے ہیں روحانی اور جسمانی۔ طبیب کامل وہاں اچانک آ جاتا ہے۔ اور جس راز سے مخلوق کو الجھن ہوتی ہے ؎ راستہ کھول دیتا ہے اور جو گمراہی کی طرف دل مائل ہو چکے ہوتے ہیں انہیں ترغیب دلا دلا کر اور بلا بلا

؎ امام فخرالدین رازیؒ جن کی تمام عمر کتاب و شنید اور استدلال میں گذری ہے۔ کتاب و شنید کے راستہ کی ناہمواری اس طرح ظاہر فرماتے ہیں۔
اہل عقل (کتاب و شنید) کا علم الجھن کا باعث ہوتا ہے اور اکثر اہل عقل کی کوششیں گمراہی کا سبب بنتی ہیں۔ اور ہم نے اپنی تمام عمر عبث اور قیل و قال میں گذار دی۔ ان کے بارے میں حضرت جلال الدین رومیؒ یوں فرماتے ہیں۔
یعنی قیل و قال ہی سے کام چل جاتا تو فخرالدین رازیؒ دین کے راز دار بن جاتے۔

Marfat.com

کر نور و عرفان کی نعمت عطا کی جاتی ہے۔

نور کیا ہے؟___ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہا جائے۔ عرفان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو رہا جائے۔

ہدایت کیا ہے؟___ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا جائے۔

انعام کیا ہے؟--- درود پاک میں مصروف رہا جائے۔ یعنی محبوب ﷺ پر فرد کی صورت میں بھی اور جماعت کی صورت میں بھی درود اور صلواۃ و سلام بھیجا جائے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا منشاء مخلوق کو نقصان دینے کا نہیں ہے جو انسان توبہ کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا۔ دوسرے بھائیوں سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ان پر فتویٰ لگانا منع ہے یہ کہہ دینا کہ معاف نہیں ہو سکتا سخت لاعلمی کا ثبوت دینا ہے۔ اہل حق کبھی ایسا نہیں کرتے' اگر کوئی انسان گنہگار کی دیکھا دیکھی خود گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ اپنے اوپر خود فتویٰ لگائے کہ تجھے یہ گناہ معاف نہیں ہو گا۔

لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ اپنا محاسبہ آپ کرے جو شخص اپنا احتساب کرتا ہے اور گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچا رہتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے۔

اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر فتوے صادر کرنے شروع کر دیتا ہے۔ وہ خود گناہ گار ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ سے گناہ ہو تو بولے کیونکہ یہ بولنے کا مقام ہے اور اگر مخلوق اللہ میں کوئی گنہگار نظر آئے تو وہاں خاموش رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہے نہ جانے اس پر کس وقت کرم ہو جائے البتہ گنہگار کے لئے دعا ضرور کرے۔ اور وہ دعا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ محبوب ﷺ

Marfat.com

کی بدولت اسے معاف کردے' اور اپنے لئے یہ دعاء کرے کہ یا اللہ ہمیں ایسے گناہوں سے محفوظ رکھ اور ہماری ایسے ہی حفاظت کر جیسے ہر مقام پر بزرگان دین کی کی جاتی ہے۔ تو ہی اپنی مخلوق کا محافظ اور حامی و ناصر ہے۔

اس مقام پر یہ جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اور ساری مخلوق کے عیب و ہنر دیکھ رہا ہے اپنی مخلوق کو ڈھیل دیتا رہتا ہے اس لئے اور کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم میں اور اس کے محبوب ﷺ کے سامنے زبان کھولنے کا حکم نہیں ہے۔

خاموش رہنے والا صاحب حال ہوتا ہے' اور بولنے والا صاحب قال' صاحب حال بامراد ہے اور صاحب قال بے مراد یعنی خالی ہے۔ اس لئے بامراد کا راستہ ہر مقام پر بامراد رہتا ہے اور کامیاب رہتا ہے اور بے مراد ہمیشہ تمثیل کے درپے اور ناکام رہتا ہے اسی لئے حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمثیل کرنے والا غدار ہے لہٰذا محبوب کا بولنا بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خاموشی خوف و رجا سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل و کرم کرے غیر سے محفوظ رکھے۔ خیر کا شرف عطا فرمائے اپنی ساری مخلوق کو بزرگان دین کی دعا و برکت سے آمین ثم آمین!!

Marfat.com

تاثرات

Marfat.com

بلا تبصرہ

یہ تاثرات روزنامہ امروز کے نمائندہ جناب اکمل علیمی صاحب کے ہیں۔

یہ آپ نے اپنے کالم "یہ لاہور ہے" میں مورخہ 21 فروری 1968ء کے امروز میں پیش فرمائے ہیں، ہم انہیں بغیر کسی ذاتی تبصرہ کے دے رہے ہیں۔

ناشر

یہ لاہور ہے

نور والوں کا ڈیرہ

جہاں عمل قول کا شاہد ہے

اکمل علیمی

خواجہ صاحب ایک عرصے سے مجھے بتا رہے تھے۔ کہ دھرم پورہ میں ایک درویش مقیم ہے جو نیک آدمی ہے۔ نیکی کی تلقین کرتا ہے اور روزانہ سو دو سو افراد کو کھانا کھلاتا ہے۔ خواجہ صاحب بتایا کرتے تھے کہ یہ بزرگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے اس شخص پر علم ارزاں کیا ہے۔ وہ زندگی کے تمام مسائل کے بارے میں سوالوں کا اطمینان بخش جواب مہیا کرتا ہے۔ اور ملنے والے اس سے متاثر ہوتے ہیں' خواجہ صاحب نے میرے کان میں کہا بزرگ بڑی کرامتوں کا مالک ہے اور یہ جو روزانہ سو دو سو روپے خرچ کرتا ہے اس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیمیا گر بھی ہے۔

میں پیروں فقیروں کی تلاش میں گھومنا اور ان سے مرادیں مانگنا شرف

Marfat.com

انسانیت کی نفی خیال کرتا ہوں جو لوگ نیک ہیں میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ اور ان میں پیر فقیر بھی ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے مجھے خواجہ صاحب کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن جب ان کا اصرار بڑھا تو درویش کے ڈیرے پر چلنے کے لئے تیار ہو گیا اور ہفتہ ء رفتہ کی ایک دوپہر کو ہم تین آدمی بزرگ کے ڈیرے پر پہنچے۔ میرا مقصد ایک شخصیت کے مطالعہ کے سوا کچھ نہ تھا۔

دھرم پورہ سے میاں میر صاحب کی درگاہ کو جانے والی سڑک پر نہر لاہور برانچ کے پل سے کوئی آدھ فرلانگ کے فاصلے پر بائیں جانب ایک قطعہ ء اراضی میں سید فضل شاہ صاحب کا حجرہ ہے مریدوں نے انہیں سلطان حقیقت اور شیخ ملت ایسے خطاب دیئے ہیں۔ اور انہیں ''حضور'' کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور چونکہ یہ بعض لوگوں کی ارادت کا معاملہ ہے اس لئے مجھے اس صورت حال پر کوئی تعجب نہیں مجھے استعجاب کچھ اور باتوں پر ہے۔ جس کا تذکرہ ابھی کروں گا۔

سڑک کے کنارے جو قطعہ اراضی اس بزرگ کے تصرف میں ہے۔ اس کے ایک طرف ایک مسجد کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں اور دوسری جانب نماز کی ایک جگہ بنی ہوئی ہے۔ اس قطعہ ء اراضی میں ایک بے ترتیب سا باغیچہ ابھر رہا ہے اور اس کے عقب میں کچی اینٹوں' سرکنڈوں اور گھاس پھونس کے بنے ہوئے تین کمرے ہیں جو ایک دوسرے سے ملحق ہیں' ایک کمرے میں دھواں تھا اور وہ ایک شہری تنور کا منظر پیش کر رہا تھا۔ سامنے ایک چبوترے پر چند بڑے بڑے سیاہی مائل دیگچے پڑے تھے ان کے قریب ایک آدمی چولہے پر چپاتیاں پکا رہا تھا سامنے ایک چارپائی پڑی تھی۔ اور اس کے ساتھ کچھ خالی اور کچھ بھری ہوئی بوریاں' لکڑی' کوئلہ' چند بوسیدہ مٹکے'

Marfat.com

کنستر' اور ایسا ہی بے ہنگم سامان پڑا تھا۔ دوسرے کمرے کو ڈیوڑھی سمجھنا چاہئے۔ جس پر چھت سرکنڈوں کی ہے مگر دیواریں ٹاٹ اور پرانی دریوں سے بنائی گئی ہیں۔ ڈیوڑھی چٹائیاں اور ان کے اوپر دیہقانی فرش بچھا تھا۔ ڈیوڑھی کے پیچھے ایک کمرہ ہے جو سطح زمین سے تین فٹ گہرا ہے اس کمرے کو آرام گاہ سمجھنا چاہئے اس میں کوئی کھڑکی اور روشندان نہیں گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں "نگا" رہتا ہے۔

گہرا کمرہ :

جب ہم اس ڈیرے میں داخل ہوئے تو کوئی ایک درجن آدمی ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے کچھ کام کر رہے تھے اور کچھ نماز میں تھے ان میں دیہاتی اور شہری دونوں قسم کی صورتیں تھیں لیکن سب صورتوں پر ایک خاص قسم کی سنجیدگی اور انہماک صاف دکھائی دیتا تھا۔ خواجہ صاحب نے لنگر خانے کے باہر زمین پر بیٹھے ایک بھاری بھرکم بزرگ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا "بابا جی یہی ہیں" میں نے غور سے دیکھا بابا جی کو ہماری آمد کا احساس ہو چکا تھا۔ لیکن وہ اپنے کام میں مصروف تھے وہ سل پر کوئی سبز دوا پیس رہے تھے اور ان کے ہاتھ دوا کے محلول سے آلودہ تھے وہ اس وقت کھلے دیہاتی کرتے اور تہبند میں ملبوس تھے۔ یہ کپڑے سوتی اور سادہ تھے دوسرے لمحے ایک آدمی آیا اور وہ ہمیں کشاں کشاں گہرے کمرے میں لے گیا۔ کمرے میں چند آدمی پہلے سے بیٹھے تھے۔ ہم بھی آرام دہ فرش پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور وہ خاموشی سے ایک دستر خواں ہمارے آگے بچھا کر چل دیا' چند لمحوں کے بعد ایک اور آدمی آیا اور وہ سالن کے

Marfat.com

پیالے ہمارے آگے رکھ کر چلتا بنا۔ پھر چپاتیاں بھی آ گئیں۔ چونکہ ہم یہاں کھانا کھانے کے لئے ہرگز نہیں آئے تھے (فی الحقیقت میرے لئے ابھی کھانے کا وقت بھی نہیں تھا) اور پھر یہ کھانا ہمیں پوچھے بغیر ہمارے آگے رکھ دیا گیا تھا اس لئے مجھے صورت حال پر کوفت آمیز استعجاب تھا۔ لیکن خواجہ صاحب نے بتایا کہ یہ یہاں کا معمول ہے جو بھی آتا ہے اس کے آگے کھانے پینے کی اشیاء رکھ دی جاتی ہی اسے بھوک ہو تو کھائے نہ ہو تو نہ کھائے یہ چونکہ بنیادی انسانی ضرورت ہے اس لئے کسی سے استفسار کرنا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ میں ابھی کھانے کے معاملے میں گومگو کی کیفیت ہی میں تھا کہ باباجی بھی کمرے میں داخل ہوئے' اب انہوں نے اپنے سادہ کپڑوں پر ایک سیاہ جبہ پہن رکھا تھا جس کے گریبان کے کناروں پر سنہری دھاگے کا کام تھا' سر پر ایک سبز عمامہ تھا اور شانوں پر گیروے رنگ کی ایک چادر تھی۔ وہ اپنے سارے انکسار کے باوجود ایک شان سے نمودار ہوئے اور آتے ہی سب کو کھانے کا اذن دیا۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی میں نے بھی لقمے اٹھانے شروع کر دیئے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو مٹی کے پیالوں میں گرم گرم چائے آ گئی۔ باہر ڈیوڑھی میں بھی کوئی درجن بھر آدمی کھانا کھا رہے تھے اور باباجی ذاتی طور پر سب کی نگہداشت کر رہے تھے۔

جنت اور دوزخ :

باتیں شروع ہو گئیں باباجی کم بولتے تھے لیکن جب بھی زبان کھولتے تھے تو معنی خیز اور پرلطف گفتگو کرتے تھے۔ پنجابی بولتے تھے۔ تو اس میں دوابے کی ساری مٹھاس آ جاتی تھی۔ اور اردو بولتے تھے تو وہ بھی مترنم تھی

Marfat.com

ان کی گفتگو میں صوفیوں کی لغت کے تمام معروف الفاظ بڑی خوبصورتی کے ساتھ آ رہے تھے لیکن بیشتر حاضرین کے لئے ▪ ناقابل فہم تھے میں نے جنت اور دوزخ کی حقیقت معلوم کرنا چاہی تو انہوں نے صوفیانہ جواب دینے کے بجائے متکلمین کے اس خیال کی تائید کر ڈالی کہ "اچھے کاموں سے جو سعادت اور برے کاموں سے جو شقاوت روح انسانی کو حاصل ہوتی ہے وہی جنت اور دوزخ ہے" میں نے مابعد الطبیات میں زیادہ دلچسپی ظاہر کی تو انہوں نے یہ کہہ کر مجھے روک دیا' یہ زندگی بہت اہم اور قیمتی ہے کیوں نہ ہم اس کی فلاح کے لئے کوشش کریں' سب کچھ یہیں مل جاتا ہے۔ والٹر روسو نے کہا تھا کہ انسان آزاد پیدا ہوا تھا مگر ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے بابا جی روسو سے متعارف نہیں ہیں وہ کہنے لگے انسان معصوم پیدا ہوا تھا' لیکن اب ہر جگہ گناہوں میں جکڑا ہوا ہے انسان کو اپنی پیدائش معصومیت کی بیش بہا متاع کی حفاظت کرنی چاہیئے

مقدمہ بے ثبوت :

میں نے پوچھا کہ ساری انسانی جدوجہد کا مقصد انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود ہے یا اس مادہ زندگی میں سے آگے تک جاتا ہے وہ کہنے لگے خالق کائنات نے تمام امتحانات اس دنیا میں رکھے ہیں گویا یہیں سے اعمال کے خیر و شر کا تعین ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسانی زندگی کو خوبصورت اور ارفع دیکھنے کی تمنا ہے اور خداوندی تمنا کو پورا کرنے سے بڑی عبادت اور کیا ہوسکتی ہے میرے دوست نے پوچھا کہ فی زمانہ تبلیغ کا طریقہ کیا ہونا چاہیئے۔ انہوں نے سوال کے جواب میں ایک طویل بیان دیا جس کا لب

Marfat.com

لباب یہ تھا کہ عمل قول کا شاہد ہے اور ظاہر ہے جس مقدمے کا گواہ نہ ہو وہ قابل سماعت بھی نہیں ہوتا۔ تبلیغ اگر قول سے ہے تو رائیگاں ہے اور اگر عمل سے ہے تو وہ موثر ہے ہمیں چاہئے کہ دوسروں کو کوئی معیار پیدا کرنے کی تلقین کرنے کے بجائے خود وہ معیار پیدا کریں "ہاتھ امین اور نگاہ پاک ہونی چاہئے"۔

پڑھے لکھے لوگوں کو نام نہاد پیروں' فقیروں کے پاس بیٹھ کر تضیع اوقات کا جو احساس ہوتا ہے بابا فضل شاہ کی صحبت میں بیٹھ کر مجھے وہ احساس نہیں ہوا' بابا جی اپنی روائتی درویشی کے لبادے میں بھی بڑی تازہ گفتگو کر رہے تھے اور ایک صوفی کی زبان سے مادی زندگی کی اہمیت پر زور زیادہ دلچسپ تھا مادہ اور روح کا تذکرہ چھڑا تو میں نے بابا جی کو بتایا کہ جدید سائنس نے مادے کو توانائی میں تبدیل کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے اور وہ بالواسطہ طور پر روح کے وجود کی قائل ہو گئی ہے۔ لیکن یہ سوال اب بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ مادہ اور روح میں سے کون "قدیم" اور کون "حادث" ہے بابا جی نے اصرار کیا کہ روح قدیم ہے اور مادہ حادث ہے۔ اور متکلمین کے اس بیان میں کوئی صداقت نہیں کہ مادہ اور روح دونوں قدیم ہیں اور یہ کہ ان میں سے ایک کو دوسرے پر تقدم ذاتی تو حاصل ہے۔ مگر تقدم زمانی حاصل نہیں یہاں انہوں نے تصوف کا لب و لہجہ اختیار کیا اور کہا۔ متکلین جو دعویٰ کرتے ہیں وہ قول ہے اور قول شاہد کے بغیر بے نتیجہ ہے۔ باتیں پر معانی دلچسپ اور متناہی تھیں لیکن اس روز میں زیادہ دیر نہ بیٹھ سکا۔ میں نے کہا بابا جی آپ سے سینگ پھنسے گا اس وقت اجازت چاہتا ہوں ان کا جواب تھا خیر و برکت ہے۔ میں سلام عرض کر کے اٹھ آیا۔

Marfat.com

رات کی بات :

ہفتے کی شام خواجہ صاحب پھر آئے اور کہنے لگے بابا جی کے پاس چلنا چاہئے بابا جی کے گھرے کمرے میں کچھ بے غرض اور مخلص لوگوں کے حلقے میں بیٹھ کر مجھے یک گونہ راحت محسوس ہوئی تھی اور چونکہ وہاں علم و حکمت کی باتیں بھی ہوئیں تھیں اس لئے میں نے دوبارہ وہاں جانے میں کوئی مضائقہ نہ جانا میرا خیال تھا کہ درویش لوگ رات گئے تک ذکر و فکر میں مصروف رہتے ہیں کسی بھی وقت جا بیٹھیں گے خواجہ صاحب نے آج کی صحبت کے لئے سہ پہر سے ہی ایک آدمی کو گرفتار کر رکھا تھا اور اس سے وہ بابا کے ڈیرے پر چل کر پنجابی شعرا کا عارفانہ کلام سننا چاہتے تھے یہ آدمی بھی میرے لئے کشش کا باعث تھا تاہم دفتر سے نکلتے نکلتے دیر ہو گئی اور جب ہم "نور والوں کے ڈیرے" پر پہنچے تو وہاں مکمل تاریکی تھی اور ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔

میں نے خواجہ سے کہا کہ سب لوگ آرام کر رہے ہیں ہمیں واپس لوٹ جانا چاہئے خواجہ صاحب آگے بڑھتے جا رہے تھے حجرے کے دروازے پر ایک آدمی نظر آیا جو غالباً" پہرہ دے رہا تھا اس نے ہمیں دیکھتے ہی ڈیوڑھی کا پردہ سرکایا اور ہم اندر داخل ہو گئے دس بارہ آدمی لحافوں میں دبکے فرش پر سو رہے تھے ایک دو اٹھ بیٹھے خواجہ صاحب نے ایک آدمی کو بتایا کہ بابا جی سے ملنا ہے وہ گھرے کمرے میں گیا اور دوسرے لمحے ہمیں بھی اندر آنے کو کہا۔ اندر گئے تو دیکھا کہ وہاں بھی دس بارہ آدمی سو رہے ہیں ڈیرے کے آدمی نے بابا جی کو جگا دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے باتیں ہونے لگیں تو کیے

Marfat.com

بعد دیگرے سارے لوگ بیدار ہو کر ایک نصف دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے۔ میں نے بابا جی سے کہا ہمیں بے حد افسوس ہے کہ بے وقت آئے اور اتنے سارے بزرگوں کو بے آرام کیا زیر لب بولے بھئی جاگنے والے ہی تو جگاتے ہیں۔" میں اس جملہ پر چونک پڑا۔ بابا جی اتنے بڑے بڑے کلمات عجب سادگی، آہستگی اور بے ساختگی سے کہہ جاتے ہیں۔ میں نے کہا بہت سے بھائیوں کو بھی تکلیف ہوئی ہے جواب ملا بھائی! وہ سب ہمارے جیسے ہی ہیں چند لمحوں کے بعد ہمارے آگے جانا پہچانا دسترخوان بچھ گیا بابا جی اٹھے اور ایک کنستر سے ایک لفافہ نکال لائے اور اس میں سے مٹھائی نکال نکال کر متعدد پلیٹیں بھریں۔ اور سب حاضرین کے آگے رکھ دیں پھر گرم چائے کے پیالے آ گئے اور بابا جی سب کو اصرار کر کے کھلانے پلانے لگے۔ "ہیر خواں" بشیر اور ہمارے ڈرائیور نے کھانا نہیں کھایا تھا بابا جی خود اٹھے باورچی خانے میں گئے ان کے لئے کھانا گرم کر لائے۔ کھلانا پلانا ان کا محبوب مشغلہ ہے اور اسے وہ خدمت کہتے ہیں بشیر ہیر پڑھنے لگا بابا جی کو جو شعر اچھا لگتا تھا۔ اس کی داد دیتے تھے اور اس پر نہایت معنی خیز تبصرہ کرتے تھے اور شعر کے موضوع پر دوسرے صوفی شعرا کے اشعار اور قرآنی آیات پڑھنے لگتے تھے میرے لئے یہ نشست بہت دلچسپ اور مفید تھی۔

بشیر پچھلے دنوں ٹائیفائڈ میں مبتلا رہا تھا، اور وہ خاصا کمزور تھا نصف شب کے وقت جب ہم نے بابا جی سے اجازت چاہی تو بابا جی نے بشیر سے کہا آپ بیمار ہیں یہیں رہ جایئے۔ آپ کا کچھ بندوبست کریں گے۔ بشیر فوراً" تیار ہو گیا اور ہم چلے آئے اگلے روز بعد دوپہر ہم ڈیرے پر پہنچے۔ تو بشیر کو چاق و چوبند پایا محفل پھر جم گئی بشیر نے بابا فرید وارث شاہ، بلھے شاہ اور مولوی غلام

Marfat.com

رسول کے بیسیوں اشعار پڑھے بابا جی نے ان میں سے بیشتر پر تبصرہ کیا اور خود بھی کئی عارفانہ اشعار سنائے جب بشیر خاموش ہو گیا تو بعض حاضرین نے مجھے سوال کرنے پر اکسانا شروع کر دیا گذشتہ دو نشستوں میں انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ یہ شخص بابا جی کی زبان سے ملتی جلتی زبان میں ان سے سوال کرتا ہے اور مزیدار جوابات آتے ہیں وہ مزہ لینا چاہتے تھے لیکن میں ان ملاقاتوں میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ بابا جی سے سوال جواب میں الجھنا بے کار ہے .. مجھے خاموش پا کر سب سے خطاب کرتے ہوئے بولے سوال نہیں جواب بنو۔ یہ کلمہ ان کے فلسفۂ حیات کا لب لباب ہے وہ سراپا عمل ہیں اور عمل ہی کے خواہش مند ہیں جو لوگ روزانہ ان کے ڈیرے پر آتے ہیں ان میں سے بیشتر کچھ پانے کے لئے آتے ہیں میرا خیال ہے کہ غرض مندوں کے لئے بابا جی کے پاس کچھ نہیں خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ پانچ برس کی عقیدت کے دوران میں نے بابا جی کو کوئی نذرانہ پیش نہیں کیا اور نہ مجھ سے ایسی توقع کی گئی ہے انہوں نے دوسروں کو بھی بابا جی کی مالی خدمت کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر وہ وسیع پیمانے پر لنگر چلتا ہوا دیکھ کر کہتے ہیں کہ حضرت کیمیا گر ہیں' میں بھی بابا جی کو کیمیا گر ماننے لگا ہوں لیکن خواجہ صاحب اور میرے ماننے میں فرق ہے بابا جی نے نکتہ کی ایک بات یہ کہی تھی کہ منوانے کی کوشش نہ کرو مان لو نہ ماننے سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں ایک بچہ سامنے آئے تو اسے بھی مان لو میں بابا جی کو کیمیا گر مانتا ہوں لیکن ان کے گرد جمع رہنے والے لوگوں کو بروقت

خبردار کر دینا چاہتا ہوں کہ بابا جی کیمیا گر ضرور ہیں لیکن وہ آپ کو راتوں رات امیر نہیں بنا سکتے اگر آپ کا ہاتھ امین اور نگاہ پاک ہو تو آپ روحانی طور پر مالا مال ضرور ہو سکتے ہیں اور اس صورت میں آپ سراپا کیمیا ہوں گے بابا جی کا قول عمل کی شہادت سے مشروط ہے اور اسی میں ان کی عظمت اور برتری ہے۔

Marfat.com

ملفوظات

○

بزرگان دین کے اقوال منطقی استدلات کا نتیجہ نہیں ہوتے وہ سچوں کے دلوں کی دھڑکنیں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتے چلے جاتے ہیں اور ہوش و خرد کے لئے زندگی کی تاریک راہوں میں شعلہ بسر شعلوں کا کام دیتے ہیں۔

آئندہ صفحات میں آپ حضرت فضل شاہ قطب عالمؒ کے ملفوظات ملاحظہ فرمائیں گے۔

ملفوظات

قول نہ سچا ہوتا ہے نہ جھوٹا' عمل کی شہادت سے وہ سچا یا جھوٹا قرار پاتا ہے۔

○

جس عمل کی بنیاد محبت پر ہوگی وہ دائمی ہو گا اور جو کتاب و شنید پر مبنی ہو گا وہ عارضی اور وقتی ہو گا۔

○

پیارو سوال مت بنو' جواب بنو۔

○

حق کو پانا ہے تو کتاب و شنید میں مت الجھو' رخ کو صحیح رکھ کر عمل کیے جاؤ اس کا انعام علم و اخلاص کی صورت میں ملے گا۔ اور یہ حق تک پہنچنے کا پہلا زینہ ہے۔

○

آدم زاد کی عقل جزوی ہے وہ اپنے ہی دائرہ تک محدود ہے' اور اس کی

Marfat.com

آدم زاد کی عقل جزوی ہے وہ اپنے ہی دائرہ تک محدود ہے' اور اس کی ضرورت عقل کل سے بھی گذر کر عقل فعال تک پھیلی ہوئی ہیں۔

○

معاملات میں اپنے یا کسی کے حق کو پہچان لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ مالک کل حق کو پالینا۔

○

جاگنے والے ہی تو جگاتے ہیں۔

○

اہل کتاب و شنید کے پاس بیٹھو گے' تو مخلوق میں کیڑے دکھائی دیں گے اور اگر اہل حق کے پاس بیٹھو گے تو اپنی ذات میں کیڑے دکھائی دیں گے۔

○

جب کوئی کسی کی برائی کرتا ہے تو وہ غیر کی بولی ہوتی ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ ہمیشہ خیر کی بولی بولے شیطان غیر ہے اور رحمان خیر' شیطان تخریب پسند ہے اور رحمان تعمیر کا خواہاں۔

○

جب کوئی شخصیت خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتی ہے تو اس کے دل کو شگفتگی اور زبان کو گویائی کا انعام عطا ہو جاتا ہے۔

○

Marfat.com

دل کو حاضر اور خیر کے لئے آمادہ رکھو تاکہ اس میں غیر کا دخل نہ ہو۔

○

جو حکم میں رہتا ہے وہ حفاظت میں رہتا ہے۔

○

زیادہ کھانے سے جسم اور روح دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔

○

ہر قول مردہ ہے جس کا ثبوت علم سے نہ دیا جائے۔

○

صاحب صفت کو پانا چاہتے ہو تو اس کی صفت کو اختیار کر لو۔ خدا اور رسولؐ سے ملنے کا یہی طریقہ ہے اور کوئی نہیں۔

○

طریقت کی بسم اللہ مادی غرض و غایت سے پاک ہونا ہے۔

○

قوم غرض و غایت کے انبوہ سے بنتی ہے قرآن اور سنت سے قوم نہیں بنتی قرآن اور سنت سے مومن بنتا ہے اور مومن ملت بناتا ہے۔ ملت سے وحدت تشکیل پاتی ہے۔

○

طلب دو طرح کی ہوتی ہے ذاتی اور صفاتی۔

Marfat.com

ذاتی طلب ہوائے نفس ہے' اس کا ترک کرنا ضروری ہے اور صفاتی طلب' طلب شریعت ہے' اور یہ اس کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دلی تعلق نہ رکھے۔

○

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

○

ہر انسان کو ایک جوڑا اپنے پاس زائد رکھنا چاہئے وہ اس لئے نہیں کہ کبھی اس کی اپنی ذات کے لئے ضرورت پڑ جائے بلکہ اس لئے کہ اگر کوئی صاحب حاجت آجائے تو اسے مایوس نہ ہونا پڑے۔

○

مشاہدہ کامل ہے اور عقلی قیاسات ناقص ہیں۔

○

جب تم کسی میں کوئی عیب دیکھو تو اس کو اپنے اندر تلاش کرو اگر اس کو اپنے اندر پاؤ تو اسے نکال دو دوسرے کی عیب چینی سے یہ بہتر ہے اور حقیقی تبلیغ ہے اسے بزرگان دین تلاوت الوجود کہتے ہیں۔

○

جماعت میں کھڑے ہوئے ایسے صاحب استطاعت نمازی کو جس کے سوٹ کیس میں کپڑوں کا ایک جوڑا زائد ہے اور کچھ کھانا اس کی خوراک سے بچا ہوا ہے یہ علم نہیں ہے کہ اس کے دائیں بائیں ایک شخص بھوکا اور دوسرا

Marfat.com

پھٹے ہوئے کپڑوں میں کھڑا ہے تو اسے جماعت سے نماز پڑھنے کا کوئی حق نہیں ہے وہ علیحدگی میں جہاں جی چاہئے جا کر ٹکریں مار لے۔

○

اپنی ذات کے لئے صبر اور مخلوق کے لئے بھلائی ہے۔

○

نور ہدایت کو کہا جاتا ہے۔

○

اگر کوئی بھائی ظالم ہو جائے تو اس کے ظلم میں شمولیت نہ کرو۔ لیکن اس کو ظلم سے بچانے کے لئے دعا کرنا اور ہر طرح کی کوشش کرنا آپ پر فرض ہے۔

○

جھوٹ وہ ہے جس سے خلق خدا کو نقصان پہنچے ایسا سچ جس سے فتنہ برپا ہو حقیقتاً" سچ نہیں ہے وہ جھوٹ سے بھی بدتر ہے اور تکبر ہے۔

○

لوگ ایک دوسرے سے میل جول اپنے فائدہ اور بھلائی کے لئے رکھتے ہیں لیکن بزرگان دین مخلوق سے میل جول ان کے فائدہ اور بھلائی کے لئے رکھتے ہیں۔

○

کسی بھائی کو بے غرض چاہنا مقام ولایت ہے۔

○

مومن جہاں رہے خوشنودی' اس کا مقام ہے' تکلیف اس کا آرام اور خدمت اس کی شان ہے۔

○

مخلوق کی بھلائی بزرگی کا جزو ہے' لیکن اس کی تکمیل کے لئے شریعت کا لباس ضروری ہے۔ ورنہ فلاح نصیب نہ ہوگی۔

○

لڑکوں کی پرورش اعمال نفس اور اعمال ذات میں سے ہے اور لڑکیوں کی پرورش اعمال دین یعنی اعمال خالص میں سے ہے۔

○

اللہ کے حضور سے جو چیز مانگ کر لی جائے اس میں مشقت ہوتی ہے اور جو بن مانگے ملے وہ بغیر مشقت کے ملتی ہے۔

○

اللہ رب العالمین ہے اس نے پالنے کا وعدہ کیا ہے اور علم سے پالنے کا کیا ہے۔

○

قلب کی حفاظت کا ذریعہ عقل نہیں بلکہ بزرگان دین ہیں البتہ جس عقل کی صداقت شاہد ہو وہ کامل ہے۔

○

Marfat.com

تمام صفات اللہ سے ہیں اور اللہ' اللہ والوں سے ہے۔

○

عمل کو علم کی آنکھ عطا ہوتی ہے اور خادم کو خدمت کی' اسی لئے مخدوم جب بنتا ہے خادم سے بنتا ہے۔

○

جاری کا لفظ جن مقامات پر استعمال ہوتا ہے ان میں فیض سب سے افضل ہے۔

○

کسی طرف لگنے کا مطلب لگن ہے اور لگن کا نتیجہ اگن ہے اگن سے آگیا پیدا ہوتی ہے آگیا کا مفہوم ہوتا ہے آگہی اور آگہی کے معنی ہیں نعمت حق کی تکمیل۔

○

ہر مقام پر محب کو پورا رہنا چاہئے پورا رہنے ہی سے نعمت کے شکریہ کی تکمیل ہوتی ہے یعنی دوسری نعمتوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔

○

اللہ تعالیٰ کا فضل محدود نہیں ہے۔ لامحدود ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے۔

○

جس کی پریت ہے اسی کی جیت ہے جس کا پیا اسی کا جیا۔ اور وہی جیا یعنی

Marfat.com

زندۂ جاوید ہو گیا۔

○

نفس کی حقیقت غرض و غایت ہے اور اس کا عمل فرقہ بندی یا پارٹی بازی ہے اس کے یعنی نفس کے دو شاہد ہوتے ہیں ہاتھ خائن اور زبان برائیوں پر آمادہ۔

○

عارضی وقت کو پکڑنا نہیں چاہئے اس میں خیر و خوبی نہیں ہوتی۔

○

سبب کا مالک رب ہے اس لئے وہ مُسبب الاسباب ہے جتنے نام رب کے اتنے ہی مقام سبب کے۔

○

جس شریعت کی رضا شاہد نہ ہو وہ شریعت حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ وہ اس لئے کہ مومن کی شان' شان تسلیم ہے۔

○

مسلمان جس وقت تسلیم کو قبول کر لیتا ہے اسی وقت اس کے عمل کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔

○

جویائے حق کو عقل کے احاطہ سے صرف عمل ہی نکال سکتا ہے اور کوئی نہیں۔

Marfat.com

عمل علم کو جنم دیتا ہے اور علم اخلاص کو۔

○

قول عمل کے لئے دعوت ہے وہ بذات خود علم نہیں ہے' علم تو عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔

○

اللہ تعالیٰ تعین سے پاک ہے لہٰذا اس کا کوئی رخ نہیں ہے۔ البتہ پیارے کا جس طرف رخ ہو اسی رخ کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

○

بغیر دیکھے تسلیم نہ کرنے والا صدیق نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک صدیق نہ ہو اسے طالب کا درجہ عطا نہیں ہوتا ظاہر ہے' طالب ہی کو مطلوب حقیقی یعنی حق مل سکتا ہے اور کسی کو نہیں۔

○

مبارک ہو ان لوگوں کو جنہیں یہ چار شاہد عطا ہوں' قول' اعمال' علم اور اخلاص۔

○

حشر میں ہر شخص کا پہلا گواہ اس کا ہمسایہ ہوگا اور دوسرا اس کا ہاتھ۔

○

پورا ہاتھ سے تعلق رکھتا ہے اور "سچا" زبان سے' دونوں جہاں کی

سربلندیاں پورے اور سچے کے لئے ہیں۔

○

جس کا ماضی پاک ہے وہ انسان ہے جس کا حال محبت ہے وہ صاحب ایقان ہے اور جس کا مستقبل شریعت ہے وہ اہل ایمان ہے۔

○

بے حقیقت وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو نہ پا سکے۔

○

توبہ کلید الاعمال ہے۔

○

جو لوگ اپنی بہتری اور فلاح چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ اس کے ساتھ مل جائیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

○

عورت عارف دنیا ہے اور مرد عارف مولا نہ ہو تو دنیاوی امور میں اس سے کبھی پورا نہیں اتر سکتا۔

○

عقل و ہوش غرض و غایت کے اور غرض و غایت عورت کے ماتحت ہے اور عورت مونث ہے لہٰذا انسان اگر مقصود یعنی ذات حق کو پالے تو مرد ہے اور مادی غرض و غایت کو پالے تو مونث ہے اور اگر اس کا عمل خطا چلا جائے تو

مخنث ہے۔

○

نفس حرکات و سکنات تک کو نظر میں رکھتا ہے اپنے کام کاج میں لگائے رکھنا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔

○

قول بذات خود کوئی معنی نہیں رکھتا۔ عمل اس کا شاہد ہو تو معنی موجود ہیں ورنہ نہیں' اس طرح عقل کوئی معنی نہیں رکھتی تسلیم اس کی شہادت دے تو معنی موجود ہیں ورنہ نہیں۔ وہ اس لئے کہ عقل کا نتیجہ تباہی ہے اور تباہی کے کوئی معنی نہیں۔

○

مومن جو بھی کام کرتا ہے خواہ اس کی صورت دنیا کی ہو یا دین کی۔ اللہ ہی کے لئے کرتا ہے۔

○

دنیا کو چاہنے والا ہمیشہ خرابی کے پھیر میں رہتا ہے۔

○

کافر و مشرک کی یہ پہچان ہے کہ وہ دنیا چاہتا ہے اور اپنے ہی لئے چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ ناپاک ہے۔

○

Marfat.com

مومن اس لئے پاک ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی مادی غرض و غایت نہیں رکھتا وہ اللہ سے جو کچھ لیتا ہے اس کی مخلوق کی بھلائی کے لئے ہی لیتا ہے۔

○

مال اہل توکل کی نذر کرو کیونکہ وہ صاحبان نظر ہیں۔

○

بلند مرتبہ والے کے ساتھ رہنا اپنی مرضی سے وقت کو ضائع کرنا ہے۔

○

بزرگان دین کے ساتھ نماز ادا کرنی عمل اولیٰ ہے۔

○

جو انسان اپنی حفاظت نہیں کرتا اس کی کسی پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

○

بزرگان دین محبت کے تھوک بیوپاری ہوتے ہیں۔ وہ نفرت کا کھوٹا سکہ لے کر محبت اور خلوص کا کھرا مال دیتے ہیں۔ اور یہ بڑا نفع کا سودا ہوتا ہے۔

○

نور کے معنی حیات ہیں اور نار کے معنی موت' اور یہ بھی یاد رہے کہ نور ہدایت ہے اور گمراہی نار۔

○

جو حال کو جنت نہیں بنا سکتا' وہ ماضی اور مستقبل کی آگ میں جلتا رہے گا۔

Marfat.com

جو خیر کو خوشی سے قبول نہیں کرے گا وہ غیر کے چنگل میں جا پھنسے گا وہ اس لئے کہ ان دو کے سوا کوئی اور مقام ہی نہیں ہے۔

○

مومن کی بسم اللہ، اللہ سے اور کافر کی ابتدا دنیا سے ہوتی ہے جس کا آغاز اللہ سے ہو وہ پاک ہے اور جس کی ابتداء دنیا سے ہو وہ ناپاک ہے۔

○

مومن کا مستقبل بنا بنایا آتا ہے کافر کا مستقبل تجویزی ہوتا ہے لہٰذا مومن مشقت سے پاک ہے اور کافر مشقت کے لئے مجبور ہے۔

○

محبت ہر مقام پر ایسے تعین سے پاک رہتی ہے جیسے مہندی کے پتے میں رنگ، رنگ پتے پتے میں موجود رہتا ہے۔ پتا تعین رکھتا ہے لیکن رنگ جو اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے تعین سے پاک ہے۔

○

محبت محب سے ہے اور محب عرفان سے۔

○

امین ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے سارے جسم پر فوقیت بخشی ہے جس کا ہاتھ امین ہو جاتا ہے اس کا دل امین ہو جاتا ہے۔ یعنی اسے امانت حق عطا ہو جاتی ہے اور جس کا دل امین ہو جاتا ہے اس کا سارا جسم امین ہو جاتا ہے یعنی راہ حق کے سوا وہ کسی راستہ میں قدم نہیں رکھتا۔ اس کی تمام حرکات و سکنات نور حق

Marfat.com

کے لئے وقف ہو جاتی ہیں۔

○

محبوب سے جو عطا ہو رہی ہے اس میں کوئی خطا نہیں ہے اگر اس میں خطا نظر آئے تو اسے نظر کا قصور سمجھیں۔

○

مسلمان کے ہاتھ سے کسی کا نقصان نہیں ہوتا اور زبان سے کسی کی برائی نہیں ہوتی۔

○

مرد کے دو ذاتی شاہد ہوتے ہیں وہ نہ تو اپنی مجبوری پر احسان کو بھولتا ہے اور نہ اپنی لطف اندوزی پر احسان کو بھولتا ہے۔

○

انسان اس وقت گمراہ ہوتا ہے جب یہ سمجھ لے کہ میں ہی سب سے بہتر ہوں' سب سے افضل وہ شخص ہے جو اپنے صحیح مقام کو پالے اور انکسار سے کام لے۔

○

ایسے سامان کی خرید و فروخت کرنی چاہئے جو دنیا و آخرت میں۔کام آسکے اور وہ ہے صداقت۔

○

Marfat.com

شریعت ماضی ہے' حقیقت حال ہے' طریقت مستقبل ہے اور معرفت ان تینوں پر محیط ہے۔

○

ہر صورت کا احترام واجب ہے جو جہاں ملے اسے سلام کر کے آگے گزرو۔

○

جس صاحب نے اللہ تعالیٰ کا فرمان تسلیم کیا وہ صاحب فرمان ہوگیا۔

○

راہ حقیقت میں عمل کی اولین شرط سوز الفت ہے' سوز الفت نہیں تو عمل نہیں۔

○

مجاز کی کھیتی کو چشمہ کا پانی دیا جاتا ہے اور حقیقت کی کھیتی کو چشم کا۔

○

دیکھنے میں یہی آئے گا کہ آم' انگور' کھجور اور اور انار وغیرہ زمین سے طرح طرح کی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں' حالانکہ اسم اور صفت سے پیارے نے ایک تعین کا پردہ ڈالا ہوا ہے۔

○

حقیقی حسن نہیں ہوتا جو آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ صفات میں پوشیدہ ہوتا ہے اور اسے محسوس کیا جاتا ہے۔ ظاہری حسن کو زوال ہے حقیقی کو نہیں۔

Marfat.com

توبہ کے بعد راہ کی حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔ اور مسافت ختم ہو جاتی ہے راہ کی حقیقت کیا ہے؟ ذات حق صرف ذات حق!

○

مومن جہاں جائے صاحب حضور ہوتا ہے۔

○

جو لوگ اپنے لئے' اپنے علم کے لئے اور محض قول کے لئے بولتے ہیں ان کا بولنا خلق خدا کے لئے زحمت اور نفاق انگیز ہوتا ہے' جب بولو خدا کے لئے یعنی کسی کی فلاح کے لئے بولو۔

○

ولی نہ نماز کے سبب سے جنت میں جائے گا نہ روزے کے سبب اس کی نجات سخاوت' پاک دلی' نصیحت' اور شفقت کے باعث ہوگی۔

○

سخی کی عزت کی حفاظت خدا خود فرماتا ہے اس کے پاس سائل اس وقت تک نہیں آتا جب تک سائل کا مقصود اس کے پاس بھیج نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ سائل کو بھیجنے والا علم سے بھیجتا ہے۔

○

شرک سے پاک ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہے' وہ یہ کہ سبب سے دور اور تعین سے پاک رہا جائے۔

○

لطافت سے نجابت اور کثافت سے خباثت ہے۔ انسانیت کی تعمیر کے لئے نجابت درکار ہوتی ہے اور اس کی تباہی کے لئے خباثت سبب بنتی ہے۔

○

غیر ایک طرف کا نام ہے اور خیر دوسری طرف کا' جو انسان جس طرف کو تسلیم کرے گا' وہی اس کی طرف ہوگی۔

○

محب کو نہ دکھ نظر آتا ہے نہ راحت' نہ دھوپ نظر آتی ہے نہ چھاؤں نہ کوہ نظر آتا ہے نہ مرغزار اگر وہ کسی کو دیکھتا ہے۔ تو صرف محبوب کو اور اس کی بدولت ہر شئے کو دیکھتا ہے یعنی ہر شئے میں اس کی جلوہ گری پاتا ہے۔

○

غیر کا حاصل غرور ہے اور غرور کا حاصل مادی غرض و غائت' اگر غرض و غایت کا حجاب اٹھ جائے تو ہر جدوجہد عین دین بن جاتی ہے۔

○

عقیدہ قول کا نہیں ایک مقام کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو عطا کرتا ہے اور جو ان سے پیار کرتا ہے اسے بھی اس نعمت سے نواز دیا جاتا ہے۔

○

کسی کی بدسلوکی کو سلوک نہ کرنے کا جواز نہیں بنانا چاہیئے اسی طرح کسی کے ظلم کو خود معاف نہ کرنے کا سبب نہیں ٹھہرانا چاہیئے۔

○

کتاب ماضی ہے جو اس کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ بھی ماضی ہو جاتا ہے۔

○

مومن دنیا میں دوکاندار کی طرح رہتا ہے وہ اپنی ہر متاع نقد آخرت کے اودھار پر دیئے چلا جاتا ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ جس سے وہ سودا کر رہا ہے وہ وعدہ کا سچا ہے۔

○

قرآن پاک سالک کے لئے سواری کا حکم رکھتا ہے۔ اگر خیر کا رخ ہو تو خیر اور اگر غیر کا رخ ہو تو غیر کی طرف لے جائے گا۔

○

اللہ کے پیارو' وہ کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں۔

○

بولنے سے پہلے یہ سوچ لیا کرو کہ اس میں دوسرے کا فائدہ ہے کہ نہیں' اگر ہو تو کلام کرو ورنہ نہیں۔

○

غوث' قطب اور ابدال وغیرہ سب درجات سے تعلق رکھتے ہیں' لیکن عاشق درجات والے سے تعلق رکھتے ہیں' اور یہ سب سے بلند مقام ہے۔

○

بھیجنے والے نے انسان کو کسی عمل کے لئے بھیجا ہے صرف پڑھنے پڑھانے

Marfat.com

کیلئے نہیں، جو لوگ پڑھنے پڑھانے کو عمل سمجھتے ہیں وہ نا آشنائے حقیقت ہیں۔

○

عقل جب دکھاتی ہے اپنا گھر دکھاتی ہے اور عشق جب دکھاتا ہے غیر یعنی محبوب کا گھر دکھاتا ہے۔

○

تمام کائنات کی ابتداء قول سے اور بزرگان دین کی بسم اللہ عمل سے ہوتی ہے۔

○

اللہ کے پیارو! اللہ کی نزدیکی چاہتے ہو تو اپنے اخلاق سنوار لو۔

○

تم اللہ کے ہو جاؤ' اللہ تمہارا ہو جائے گا۔

Marfat.com

انجام کار

○

حقائق کو اپنے مطابق کر لینا جہانگیری ہے' اور حقائق کے خود مطابق ہو جانا جہانبانی ہے۔

(اعلیٰ حضرتؒ سلطان الحقیقت)

○

Marfat.com

موجودہ دور کی فکری مواد مہیا کرنے والی کتاب

لمحہ ء فکریہ

☆

اگر مسلمان جلوت و خلوت میں اپنی مرکزیت قائم نہ کر سکے تو خداوند تعالیٰ بھی ان کے زوال کو روکنا پسند نہیں فرمائے گا۔ اور یہ کام ملت کے صاحبان حال ہی کر سکتے ہیں۔ صاحبان قال نہیں۔

کاش! ہر مسلمان کی سمجھ میں وحدت فکر کی اہمیت آ جائے۔

ن الحقیقت حضرت فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ادبستان لاہور